ہفت روزہ
خدام الدین
پاکستان

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
مدیر مسئول
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور
مدیر اعلیٰ
مجاہد الحسینی

۸ ربیع الاول ● ۱۵ مئی
۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ★

مرتبہ
قاری فیوض الرحمن

○ استغفار پوری امت کے لئے امان ہے
○ استغفار قلعہ ہے ○ عام مومنوں کے لئے استغفار

استغفار پوری امت کے لئے امان ہے

مندرجہ ذیل حدیث سے معلوم ہوگا کہ انفرادی برکتوں کے علاوہ استغفار کرنے والوں کے استغفار کی ایک بہت بڑی اور عمومی برکت یہ ہے کہ وہ پوری امت کے لئے عذاب عام سے امان ہے اور آپؐ کی وفات کے بعد سے قیامت تک امت گویا اسی کے سایہ میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیَّ اَمَانَیْنِ لِاُمَّتِیْ "وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ" فَاِذَا مَضَیْتُ تَرَکْتُ فِیْھِمُ الْاِسْتِغْفَارَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالےٰ نے میری امت کے لئے دو امانیں مجھ پر نازل فرمائیں (سورۂ انفال میں ارشاد فرمایا گیا) وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ۔ الآیہ۔ "یعنی اللہ تعالےٰ ایسا نہیں کرے گا کہ تم ان کے درمیان موجود ہو اور ان پر عذاب نازل کردے اور اللہ انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا جب کہ وہ استغفار کرتے ہوں گے اور معافی و مغفرت مانگتے ہوں گے" (آپؐ نے فرمایا) پھر جب میں گذر جاؤں گا تو قیامت تک کے لئے تمہارے درمیان استغفار کو (بطور امان) چھوڑ جاؤں گا"۔

تشریح سورۂ انفال کی آیت ۳۳ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ جس کا اس حدیث میں آپؐ نے حوالہ دیا ہے اس کا مدعا یہ ہے کہ ایک تو خود آپؐ کی ذات اور آپؐ کا وجود امت کے لئے عذاب سے امان ہے۔ جب تک آپؐ ان میں موجود ہیں ان پر عذاب عام نازل نہیں کیا جائے گا اور دوسری چیز جو ان کے لئے وسیلۂ امان ہے وہ خود ان کا استغفار ہے۔ جب تک یہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں گے اور استغفار کرتے رہیں گے عذاب عام سے ہلاک نہیں کئے جائیں گے۔ گویا ایک امان خود آپؐ کا وجود باجود تھا۔ جس سے امت آپؐ کے وصال کے بعد محروم ہو گئی۔ دوسری امان خود امت کا استغفار ہے، وہ بھی امت کو آپؐ ہی کے ذریعہ ملا ہے اور وہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اور امت انتہائی بداعمالیوں کے باوجود جو عذابِ عام سے آج تک محفوظ ہے، یہ استغفار کرنے والے بندوں کے استغفار ہی کی برکت ہے۔ (الفرقان)

استغفار قلعہ ہے

"گناہوں کی وجہ سے جو بلائیں اور مصیبتیں انسان پر آتی ہیں ان سے بچنے کے لئے سب سے زیادہ محفوظ تر قلعہ استغفار ہے۔ (ارشاد السالکین صہ ۱۲۱ از حضرت ابوالحسن شاذلیؒ)

عام مومنوں کے لئے استغفار

قرآن مجید میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیا گیا ہے کہ آپؐ اپنے لئے اور عام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار یعنی اللہ تعالےٰ سے معافی اور مغفرت کی استدعا کیا کریں "وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" (سورۂ محمدؐ) یہی حکم ہم امتیوں کے لئے بھی ہے اور آپؐ نے اس کی بڑی ترغیب دی اور بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں دو حدیثیں ذیل میں پڑھیے:۔

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلِلْمُؤْمِنٰتِ کُتِبَ لَہٗ بِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ حَسَنَۃٌ"۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ "جو بندہ عام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے اللہ تعالےٰ سے مغفرت مانگے گا اس کے لئے ہر مومن مرد و عورت کے حساب سے ایک ایک نیکی لکھی جائے گی"۔

تشریح کسی صاحب ایمان بندے یا بندی کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دعا کرنا، ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ بہت بڑا احسان اور اس کی بہت بڑی خدمت ہے۔ اس لئے جب کسی بندہ نے عام اہلِ ایمان (مومن مردوں اور عورتوں) کے لئے استغفار کیا اور ان کے لئے اللہ سے بخشش کی دعا کی۔ تو فی الحقیقت اس نے اولین و آخرین، زندہ اور مردہ سب ہی اہل ایمان کی خدمت اور ان کے ساتھ نیکی کی۔ اس لئے ہر ایک کے حساب میں اس کی یہ نیکی لکھی جائے گی ــــ سبحان اللہ! ہمارے لئے لاتعداد نیکیوں کے کمانے کا کیسا راستہ کھولا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

اعتدال

(صہبا اختر)

سنگِ دشنام و سنگ و خشت سے
آبگینے دلوں کے مت توڑو!
صورتِ ماہ و سال کچھ بھی ہو
دامنِ اعتدال مت چھوڑو!

●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۸ ربیع الاوّل ۱۳۹۰ھ
۱۵ مئی ۱۹۷۰ء

جلد ۱۵
شمارہ ۵۲

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مجلسِ ادارت
یوسف عزیز مدنی
مجاہد الحسینی
محمد عثمان غنی
حنیف رضا
منظور سعید احمد

۱۲ ربیع الاوّل اسلامی عظمت و شوکت کا دن

اہلِ اسلام اپنی قوت و طاقت کا عظیم الشان مظاہرہ کریں!

متحدہ ہندوستان میں مختلف اقوام اپنے اپنے مذاہب اور طریق کے مطابق اپنی عظمت و شوکت کے دن منایا کرتی تھیں ان میں اہلِ اسلام ۱۲ ربیع الاوّل کو رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت باسعادت کے دن حضورؐ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے غیر مسلم اقوام پر اپنی عظمت و شوکت کا سکہ بٹھایا کرتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد اہل اسلام کی مسابقت اور مقابلے کا وہ انداز عملاً اس لئے ختم ہو گیا تھا کہ غیر مسلم اقوام (ہندو اور سکھ) کی بالادستی ختم ہو گئی۔ اور پاکستان میں بلاشرکتِ غیرے صرف مسلمانوں کو ہی زندگی کے ہر میدان میں فوقیت و بالادستی حاصل ہو گئی ہے۔ اسے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ پاکستان میں ڈرامائی انداز میں یکایک "اسلام اور سوشلزم" کے عنوان سے ایک تصادم کی فضا پیدا ہو گئی حالانکہ پاکستان خدا کے فضل و کرم سے اہل اسلام کی مملکت ہے اور ایسے غیرت مند مسلمان موجود ہیں جو رحمۃ للعالمین، خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے مال و جان سب کچھ قربان کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ ایسی باحمیت و غیرت مند مسلم قوم کے مقابلہ میں کمیونزم یا سوشلزم کی فوقیت کا سوال ہی خارج از بحث ہے۔

لیکن یہ عجیب سانحہ ہے کہ دولت و سرمایے کی فراوانی اور پروپیگنڈے کے زور سے سامراجی طاقتوں نے اپنے مفادات کے تحفظ اور اہل اسلام کو باہمدگر برسرپیکار کرنے کے لئے ان کے اپنے مسائل سے توجہ ہٹا کر ایسے ایسے نئے مسائل میں الجھا دیا ہے جن کا ان کی حقیقی زندگی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

جلسے، جلوس، ہڑتالیں اور مظاہرے پہلے بھی ہوا کرتے تھے اور آج بھی ہو رہے ہیں ــــــ یکم مئی کو مزدور پہلے بھی مظاہرہ کرتے تھے۔ اور آج بھی کر رہے ہیں۔ لیکن اس طرح اسلام اور کفر کا مسئلہ پہلے کبھی نہ بنا تھا جس طرح اسے آج شکل دی جا رہی ہے۔ امسال بھی یکم مئی کو دنیا بھر کے مزدوروں نے حسب سابق مظاہرہ کیا ــــــ اسے ناکام بنانے اور اس کے مقابلہ میں مزدوروں کا نیا مظاہرہ کرانے کے لئے جماعتِ اسلامی نے زندگی میں پہلی بار آنے کی سعی فرمائی ہے اور اس کے سربراہ مودودی صاحب نے اعلان کیا ہے کہ کمیونسٹوں اور مزدوروں کے ناکام مظاہرہ کے مقابلہ میں ۳۱ مئی کو شوکت اسلام کا دن منایا جائے۔

اگر غیر مسلم اقوام کے مقابلہ میں شوکت و عظمتِ اسلام کا دن منانا ہی ہے تو ہمیں جناب کوثر نیازی صاحب کی اس تجویز سے مکمل اتفاق ہے کہ اس کے لئے ۳۱ مئی کی بجائے ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۱۹ مئی موزوں ترین دن ہے۔

جس دن ــــ دنیا سے کفر و ظلمت کی گھنگھور تاریکیاں کافور ہوئیں۔ جس روز آفتاب ہدایت طلوع ہوا اور فارس کے آتش کدہ کی شعلہ باریاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرد ہو گئیں۔

اہل اسلام کی عظمت و شوکت، مسلمانوں کی بالادستی و سربلندی کا مبارک و باسعادت دن اس کے علاوہ اور کونسا ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے یکم مئی، ۳۱ مئی اور یکم جون میں کوئی جاذبیت و کشش موجود نہیں ہے ہماری محبتوں، عقیدتوں اور جاں نثاریوں کا ایک ہی دن ہے ۱۲ ربیع الاوّل۔

تمام اہل اسلام کو چاہیئے کہ اسی دن کو عظیم الشان طریق سے منانے کے لئے اپنی اپنی پوری توجہ اور طاقت صرف کر کے یہ ثابت کر دیں کہ اسلام کی عظمت و شوکت کا مرکز خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے اور آپؐ کے مقابلہ میں جو بھی نیا نظام اور نیا دین لے کر آئے گا اہل اسلام اسے ہرگز ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔

مولانا سیّد اسعد مدنی کے ساتھ چند روز

ایک سفرنامہ ——— ایک تاریخی سرگزشت

(۴)

* تحریک آزادی میں خلیفہ غلام محمد صاحبؒ کی خدمات
* تحریک ریشمی رومال اور دین پور

حضرت مولانا خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی صرف شیخ طریقت کی حیثیت سے سے معروف نہ تھی بلکہ آپ تحریکِ آزادی کے جلیل القدر رہنما اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد ترین رفقاء میں شمار ہوتے تھے۔

یہ آپ کی گرانقدر سیاسی خدمات کا اعتراف تھا کہ حضرت شیخ الہندؒ نے چھٹے منصوبے کے تحت سرزمینِ ہند میں تحریکِ آزادی کے جو مراکز قائم کیے تھے ان میں دین پور بھی شامل تھا ان مرکزوں کا مقصد یہ تھا کہ:۔

۱۔ رضاکاروں کی بھرتی کرکے عوام الناس میں جوش جہاد اور انگریز کے خلاف نفرت پیدا کی جائے تاکہ لوگ حقیقی جذبۂ انقلاب کے تحت انگریز حکمرانوں سے برسرپیکار ہو جائیں۔

۲۔ جو لوگ ملک کا نظم و نسق سنبھالنے کے اہل ہوں اور جن کی فراست و بصیرت قابلِ رشک ہو انہیں باقاعدہ تربیت دی جائے۔

چنانچہ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے دہلی میں ایک ہیڈکوارٹر قائم کیا گیا۔ جس کے تحت آٹھ علاقائی مراکز قائم کیے گیے تھے۔

ہیڈکوارٹر کا انتظام و انصرام حضرت شیخ الہندؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، مسٹر گاندھی، پنڈت موتی لال نہرو، لالہ لاجپت رائے اور ڈاکٹر راجندر پرشاد کے سپرد تھا۔ تحریکِ آزادی کے تمام معاملات ان حضرات کے احکام و مشاورت سے طے پاتے تھے۔

دہلی کے ہیڈکوارٹر کی زیر نگرانی مندرجہ ذیل علاقائی مراکز تھے:

۱۔ راندھیر ضلع سورت کے نزدیک دریائے نربدا کے کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، یہ گجرات و بمبئی کا مرکز تھا اور مولانا ابراہیم کادی مولانا احمد بزرگ، پنوں پٹیل وغیرہ حضرات اس مرکز کے نگران مقرر تھے، مولانا ابراہیم صاحب اس علاقہ کے امیر تھے۔

۲۔ پانی پت مولانا احمد اللہ صاحب کی سرپرستی میں علاقہ یوپی وغیرہ کا مرکز تھا۔

۳۔ لاہور تحریک آزادی کی پنجاب شاخ کا مرکز تھا۔ مولانا محمد احمد صاحب چکوالی اور شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ صاحب اس علاقہ کے نگران تھے۔ آپ نے تحریک آزادی میں قید و بند کی سختیاں برداشت کیں۔

۴۔ دین پور ریاست بہاولپور کا مرکز تھا اور مولانا ابوالسراج خلیفہ غلام محمد صاحب سجادہ نشین اس علاقہ کے امیر تھے۔ آپ اس تحریک میں تین سال قید ہوئے۔

۵۔ امروٹ صوبہ سندھ اور بلوچستان کا مرکز تھا اور مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ کے امیر تھے۔ آپ نے اس تحریک میں چار سال قید کاٹی۔

۶۔ کراچی کراچی شہر کے علاوہ مختلف ریاستوں قلات، لس بیلا وغیرہ کا مرکز تھا اور مولانا محمد صادق صاحب کھڈہ (کراچی) اس علاقہ کے امیر تھے۔ آپ نے لس بیلا میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کرائی جس کی پاداش میں ایک سال قید و بند رہے اور تین سال کے لئے آپ کو ملک بدر کر دیا گیا۔

۷۔ اتمان زئی یہ صوبہ سرحد کا شمالی مرکز تھا۔ خان عبدالغفار خان اس علاقہ کے امیر مقرر ہوتے تھے۔ آپ نے تحریکِ آزادی میں بڑی گرمجوشی سے کام کیا اور کئی سال قید و بند رہے۔

۸۔ ترنگ زئی یہ آزاد قبائل کا مرکز تھا اور اس علاقہ کے مشہور پیر مولانا فضل واحد صاحب امیر تھے۔ انہوں نے تحریکِ آزادی میں خوب کام کیا اور چار سال تک انگریز افسروں سے برسرپیکار رہے۔

تحریک آزادی کے ان آٹھ مرکزوں کے علاوہ بنگال اور آسام میں مراکز قائم تھے۔

تحریک ریشمی رومال اور دین پور

حضرت شیخ الہندؒ اور انقلابی پارٹی کے پروگرام کے مطابق جب ۱۹۱۷ء میں ہی ہندوستان کو آزاد کرانے اور انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کا فیصلہ کرکے ۱۹ر فروری کی تاریخ کا بھی تعین کر لیا گیا تو افغانستان اور ترکی دونوں حکومتوں کی منظوری اور قائدینِ تحریک آزادی کے باہمی معاہدے کے بعد تحریک آزادی کے مختلف مراکز کو خطوط کے ذریعہ خفیہ ہدایات بھیجی گئیں۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور افغانستان کے نائب السلطنت نصراللہ خاںؒ نے پر اسرار اسکیم کے مطابق ہندوستان پر قابض انگریز حکومت کے خلاف بیرونی حملہ اور اندرونی بغاوت کی تاریخ ۱۹ر فروری ۱۹۱۷ء اور معاہدے کی پوری عبارت ایک ماہر کاریگر سے ریشمی رومال پر بناوٹ میں ہی تیار کرائی۔

(باقی صـ۶ـ پر)

مجلس ذکر

کائنات کی بقاء ذکر اللہ پر موقوف ہے

اس لئے

یادِ خداوندی اور نیکی پھیلانے سے غفلت نہ برتئے

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّابعد : فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

حدیث شریف میں آتا ہے :۔
عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی لَا یُقَالُ۔ اَللّٰہ اَللّٰہ ۔ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ عَلٰی اَحَدٍ یَقُوْلُ اَللّٰہ اَللّٰہ ۔ (رواہ مسلم)

حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک (ایسا وقت نہ آجائے) کہ بالکل نہ کہا جائے "اللہ اللہ"۔ اور اس حدیث کو بعض راویوں نے اس طرح نقل کیا ہے کہ قیامت نہیں قائم ہوگی کسی ایسے شخص پر جو کہتا ہو "اللہ اللہ"۔

ایک اور حدیث میں اس طرح آتا ہے :۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا شِرَارِ الْخَلْقِ ۔ (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت نہیں ہوگی مگر بدترین آدمیوں پر۔

حاصل

یہ نکلا کہ جب تک دنیا میں اللہ کا نام لینے والے، یادِ خداوندی کرنے والے، ناموسِ اسلام پر کٹ مرنے والے، اللہ تعالیٰ کے دین کی نشر و اشاعت کرنے والے، شریعتِ حقہ کو شعار بنانے والے تقویٰ شعار لوگ موجود ہیں اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی اور یہ کائنات باقی رہے گی ——— جس وقت کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ ہوگا۔ دنیا بدکرداروں، بداطواروں اور برائیوں میں گرفتار افراد کا مسکن بن جائے گی تو یہ نظامِ کائنات زیر و زبر ہو جائے گا اور دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔

مقصد یہ ہے کہ دنیا کی بقاء نامِ خدا اور نیکی پر ہے۔ جب اللہ کا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا اور ہر طرف بدی مسلط ہو جائے گی تو قیامت آجائے گی۔ پس ہمیں ہر گھڑی اللہ کی یاد میں لگے رہنا چاہیئے۔ اور نیکی کو پھیلانے اور بدی کو مٹانے کے لئے ہمہ تن معروف ہو جانا چاہئے۔

بزرگانِ محترم! یہ بات ہرگز فراموش نہ فرمایئے کہ اللہ کا نام لینے کی توفیق اسی کو ہوتی ہے اور اللہ کا نام بھی اسی دل میں گھر کرتا ہے جس میں نیکی، تقویٰ اور خوفِ خدا کی حکمرانی ہو ——— رزقِ حلال اللہ اللہ کرنے کے لئے لازم و ضروری چیز ہے۔ حرام خور کے دل میں اللہ کے نام کی محبت اور یادِ خداوندی کا ذوق و شوق پیدا نہیں ہوتا —

ہمارے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے میں جی نہیں لگتا، ذکر اللہ اور یادِ خداوندی کی رغبت پیدا نہیں ہوتی۔ تو میں انہیں کہا کرتا ہوں کہ تمہارے کھانے میں بدپرہیزی ہوتی ہوگی، تم نے مالِ حرام کھایا ہوگا اس لئے اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی طرف طبیعت رغبت نہیں کرتی۔ یاد رکھو! حرام کھانے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اوّل تو نیکی کی توفیق نہیں ہوتی اور اگر انسان یادِ الٰہی کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے تو اس کی طبیعت نہیں لگتی۔ وہ نمازیں جلدی جلدی پڑھتا ہے اس کو نمازوں اور ذکرِ الٰہی میں لطف و سرور حاصل نہیں ہوتا۔

خوب جان لیجئے کہ نیکی کی توفیق کا نہ ہونا، یادِ خدا میں دل نہ لگنا اور برائی کی طرف رغبت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کو حلال روزی اور نیک صحبت میسّر نہیں آتی۔ اگر حلال روزی اور صحبتِ نیک میسّر آجاتے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ عبادت میں دل نہ لگے۔

ہمارے آقا و مولیٰ سیّدِ دو عالم، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ حرام مال سے پلا ہوا گوشت جنت میں نہیں جائے گا ——— اللہ تعالیٰ کو حرام مال سے اتنی نفرت ہے کہ حرام کھانے والے کو وہ اپنے نام کی لذّت اور شوق ہی نصیب نہیں فرماتے۔

اللہ والوں کی صحبت

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ انسان کے دل میں حرام خوری کی نفرت

... کھجور کے ... سارے ملک ...
قدمہ ...
اور یاد ... بزرگانِ دین
اور صوفیائے عظام کی صحبت اور
تربیت سے پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص
اللہ والوں کی صحبت میں آئے وہ
اسے اپنی توجہاتِ باطنی اور رحمتِ
خداوندی سے گناہوں اور روحانی
بیماریوں سے پاک کر دیتے ہیں۔ پھر
انسان حرام چیزیں تو کجا مشتبہ چیزیں
کھانے سے بھی گریز کرتا ہے۔ اور
اسے یادِ الٰہی میں لطف و سرور حاصل
ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھئے! اللہ والے
وہ ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر خدا
یاد آ جائے —— وہ سب سے
توڑیں اور رب سے جوڑیں —— ان
کی صحبت میں اللہ کی محبت اور خدا و
رسولؐ سے عشق پیدا ہو۔ اللہ والے
انسان کو یادِ الٰہی کے طریقے سکھاتے
اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کراتے ہیں ——
چنانچہ کثرتِ ذکر کی وجہ سے انسان
شیطان کے پنجے سے محفوظ ہو جاتا ہے
اور پھر ہر جگہ ذکرِ الٰہی کے پہرے بیٹھ
جاتے ہیں —— دل کی طرف سے اگر
شیطان آئے تو لطیفۂ قلبی سے اس
کا مقابلہ کیا جاتا ہے، اگر نفس کی
طرف سے شیطان حملہ آور ہو تو
لطیفۂ نفسی سے اس کا وار روکا
جاتا ہے اور اگر دماغ اور پیشانی
کی طرف سے شیطان اثر انداز ہونے
کی کوشش کرے تو لطیفۂ اخفیٰ
اور خفی سے بچاؤ کیا جاتا ہے۔ غرض
یہ کہ انسان کثرتِ ذکر اللہ سے شیطان
کے ہر حملہ اور وار سے اللہ تعالیٰ
کے فضل سے محفوظ ہو جاتا ہے

ہر کام عبادت بن سکتا ہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے
کہ اللہ والوں کی تعلیم ایسی ہوتی ہے
کہ ان کا سارا وقت اور دن کے
چوبیس گھنٹوں میں ہر منٹ اور ہر
سیکنڈ اللہ تعالیٰ کی یاد میں گذرتا ہے۔
اگر انسان ہر کام سے پہلے یہ سوچ
لے کہ اس میں اللہ راضی ہے کہ
نہیں اور جس کام میں اللہ راضی ہو
وہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
والے کام چھوڑ دے تو اس کا تمام
وقت عبادت بن جاتا ہے —— اگر
کوئی شخص اس نیت سے کہ نماز میں
اطمینان حاصل رہے پیشاب، پاخانہ سے
سے فارغ ہوتا ہے، حج کرنے کی نیت
سے روپیہ کماتا ہے، رمضان کے دنوں
میں روزہ افطار کرنے کے لئے اور
سحری کے اہتمام کی نیت سے کھانے
پینے کا انتظام کرتا ہے اور کاروبار
وغیرہ اس لئے کرتا ہے کہ بال بچوں
کا پیٹ اللہ کے حکم کے مطابق پالنا
ہے، فوج میں اس لئے بھرتی ہوتا ہے
کہ مملکتِ اسلامیہ کی حفاظت کرنی اور
اعلاء کلمۃ الحق کو بلند کرنا ہے وغیرہ
وغیرہ تو یہ سارے کام اس کے
عبادت بن جاتے ہیں صرف شرط یہ
ہے کہ انسان ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی
رضا کے حصول کی نیت کرے اور
یہ سمجھے کہ میں یہ کام فقط اللہ تعالےٰ
کی خوشنودی اور رضا کے لئے کر رہا
ہوں۔ کوئی کام لوگوں کو دکھانے اور
نمائش و نمود کے لئے نہ ہونا چاہیئے
اس کے بعد آپ دیکھیں گے اللہ تعالےٰ
کے دین کی نصرت کے لئے آپ جو کچھ
بھی خرچ کریں گے اللہ تعالےٰ اُس سے
بڑھا چڑھا کر تمہیں دنیا و آخرت میں
دیں گے۔

یاد رکھیئے۔ اگر کوئی نیکی کرتا ہے
تو حق تعالےٰ سبحانہٗ اس کا بدلہ دس گُنا،
سو گُنا بلکہ سات سو گُنا اور بعض اوقات
اس سے زیادہ دیتے ہیں لیکن اگر کوئی
گناہ کرے تو اس کی سزا فقط گناہ
کے موافق ہی ہوگی۔ مزید برآں توبہ
کرنے سے ہر قسم کے گناہ معاف ہو
جاتے ہیں۔ اسی طرح گناہوں کی بخشش
کے اللہ تعالےٰ نے سو ذرائع رکھے ہوئے
ہیں۔ اور یہ محض اپنے بندوں پر
اس کی کریمی و رحیمی اور شفقت ہے۔
اللہ تعالےٰ ہم سب کو سچّی توبہ کرنے
اور اپنے گھر کی زیارت کی توفیق ارزانی
فرمائے۔ آمین!

جو سرور، اطمینان، نور اور دل کو
تازگی مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ میں
حاصل ہوتی ہے اُس کا آپ وہم و
گمان بھی نہیں کر سکتے۔ اگر انسان ایک
دفعہ وہاں چلا جائے تو بار بار وہاں
جانے کو دل چاہتا ہے۔

اللہ، اللہ! وہ کیا ہی پیارا،
روح پرور اور رقت انگیز منظر ہوتا
ہے۔ جب انسان اپنے گناہوں کی معافی
کے لئے اللہ کے حضور اس کے گھر
میں روتے اور گڑگڑاتے ہیں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس
کے سامنے ہدیۂ درود و سلام
پیش کرنے کے لئے مضطرب رہتے
ہیں

بقیہ: مولانا سید اسعد مدنی

یہ عبارت عربی زبان میں
تھی۔ اور اس پر امیر حبیب اللہ خاں
والیٔ افغانستان کے علاوہ اس کے
تینوں فرزندوں (امان اللہ خاں، نصر اللہ خاں
اور عنایت اللہ خان) کے دستخط ایک
دفعہ تو پہلے ہی آ گئے تھے۔ پھر
اس تیار شدہ رومال پر زرد روشنائی
سے بھی چاروں کے دستخط کرائے گئے
تھے۔ یہ رومال بھی زرد رنگ کا
تھا۔ جس کا طول و عرض ایک گز
تھا ——

یہ ریشمی رومال تیار کر کے تحریکِ
آزادی کے ایک فعال رکن اور بنارس
کے نومسلم نوجوان شیخ عبدالحق صاحب
کے سپرد کیا گیا جو ہندوستان اور
افغانستان کے درمیان کپڑے کے مشہور
تاجر بھی تھے اور مجاہدین تحریکِ آزادی
کے مابین پیغام رسانی کی خدمات بھی
احسن طریق سے انجام دے رہے تھے۔
شیخ عبدالحق صاحب ایم، اے تک
تعلیم یافتہ، معاملہ فہم اور نہایت زیرک
اور ہوشیار تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ سے
بیعت اور تحریکِ آزادی کے معتمد ترین
رکن تھے۔

شیخ عبدالحق صاحب نے اس ریشمی
رومال ہی کے رنگ اور سائز کے
کئی درجن رومال اور خرید کئے اور
دوسرے تجارتی پارچات کے ساتھ گانٹھیں
باندھ کر افغانستان سے پشاور پہنچے۔

(باقی آئندہ)

سیرتِ کانفرنس

۱۶، ۱۷، ۱۸ مئی سنہ ہفتہ، اتوار، سوموار، تین دن
نوشہرہ میں انجمن خدام الدین رجسٹرڈ کے زیرِ اہتمام سیرت کانفرنس
منعقد ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ جس میں حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب
مولانا ضیاء القاسمی صاحب، مولانا محمد اکرم اور مولانا مجاہد الحسینی
ایڈیٹر ہفت روزہ "خدام الدین" کے علاوہ دیگر اکابرین علماء کرام
و بزرگانِ دین تشریف لا کر حسبِ سابق علم و عرفان کی بارش برسائیں
گے۔

خطبہ جمعہ

انفاق فی سبیل اللہ

از: جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ،
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:۔

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَا اَخَّرْتَنِیْ اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ (سورۂ منافقون آیت ۱۰)

ترجمہ: اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے۔ اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آ جائے تو کہے اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ زندگی میں انفاق فی سبیل اللہ کی مشق کرتے رہو تاکہ موت کے وقت حسرت باقی نہ رہے کیونکہ موت بہرحال یقینی ہے۔ اس کے لئے ایک وقت معین ہے جس میں تقدیم و تاخیر ناممکن ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:۔ لِکُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ط اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ○ (یونس ۴۹)

ترجمہ: ہر امت کے لئے ایک وقت معین ہے۔ جب وہ مقررہ وقت آ جائے تو نہ وہ اس میں ایک لمحہ کی تاخیر کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسے وقت سے پہلے لا سکتے ہیں۔

جب موت ناگزیر ہے اور موت کے ساتھ ہی قویٰ جسمانیہ کام کرنا چھوڑ دیں گے تو پھر اس کے آنے سے پہلے ہی ان سے کام لے لینا چاہیئے۔ تاکہ موت کے آنے پر حسرت و یاس کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے ہر موڑ اور ہر قدم کے لئے اصول مقرر فرما دئے ہیں۔ اب اگر ان کی روشنی میں زندگی کی تعمیر کی گئی تو پھر وہ زندگی کامیاب کہلائے گی۔ ورنہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اگر دورانِ زندگی قوانینِ الٰہیہ کی پابندی کی گئی اور ان کے مطابق عمل کیا گیا تو ان کی موت محمود ہوگی۔ اگر زندگی میں کفر و نفاق سے کام لیا گیا تو ایسے لوگوں کی موت غیر محمود ہوگی۔ جیسا کہ ایک مشہور عالم کے باپ کے ساتھ یہی قصہ ہوا کہ وہ کئی روز تک جانکنی کی حالت میں مبتلا رہے۔ اور موت و حیات کی کشمکش جاری رہی۔ سبھی پریشان تھے کہ آخر کیا وجہ ہے جو یہ حالت ان پر طاری ہے۔ چنانچہ بصد مشکل جب موت واقع ہوئی تو عیسائی تحریر لے کر پہنچ گئے کہ اس شخص نے زندگی میں عیسائیت کو قبول کر لیا تھا اور وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد اس کی میت کے عیسائی وارث ہوں گے۔ چنانچہ وہ اس کی میت لے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ارتداد سے محفوظ رکھیں۔ اور بحالت اسلام اس دارِ فانی سے رحلت ہو۔

وہ اصول و ضوابط جن پر عمل پیرا ہونے سے موتِ محمو[illegible]ن ہوتی ہے کیا ہیں؟ انہیں قرآن حکیم میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ انہی میں سے ایک اصول یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اسے اس کی راہ میں خرچ کیا جائے یعنی جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے وہاں خرچ کیا جائے اور جہاں ایسا کرنے سے روکا گیا ہے وہاں سے رُکیں اور جس طریقہ سے خرچ کرنے کو کہا گیا ہے اسی طریقہ کو اپنایا جائے۔

چنانچہ اس آیت کریمہ میں بتایا گیا کہ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے اُسے خدا کی راہ میں احکام خداوندی کے مطابق خرچ کرو۔ اور اس میں کوتاہی اور سستی سے کام نہ لو۔ کیونکہ موت کی گھڑی کسی وقت بھی آ سکتی ہے۔ تو پھر تمہیں حسرت باقی رہ جائے۔ کہ کاش ہم خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو کام میں لاتے اور ہمارے لئے آج وہ نعمتیں وسیلۂ نجات ہو سکتیں۔

یہاں کسی چیز کی تخصیص نہیں کی گئی کہ فلاں چیز خرچ کی جائے اور فلاں چیز نہ خرچ کی جائے۔ بلکہ فرمایا۔ جو کچھ بھی تمہیں عطا ہوا ہے اس میں سے خرچ کرنا ضروری ہے وہ عطا کردہ نعمت جانی ہو یا مالی ذہنی ہو یا عملی۔ اگر اللہ نے قوت بخشی ہے تو اسے اسلام کی سربلندی اور غریبوں اور بےکسوں کی امداد میں خرچ کیا جائے۔ اگر مال و دولت ملا ہے تو اسے ناداروں پر صرف کیا جائے۔ اگر تمہارے قلم سے کسی کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو تم پر لازم ہے کہ اس کی امداد کرو۔

غرض جو بھی صلاحیت یا نعمت تمہیں عطا کی گئی ہے اس میں سے انفاق فی سبیل اللہ کا حصہ ضرور ہونا چاہیئے۔ ورنہ موت کے وقت تمہیں حسرت و یاس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اس وقت تمہاری تمنا ہوگی کہ ہمیں کچھ مدت کے لئے ڈھیل دے دی جائے تو ہم ان سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہو کر اچھے اور بہتر لوگوں کے ساتھی بن جائیں۔ لیکن

(باقی صہ۱۸ پر)

(قسط اول)

سفینۂ عرفات کی کہانی

(ایک مسافر کی زبانی)

سفینۂ عرفات اس جہاز کا نام ہے جو امسال پندرہ سو پاکستانیوں کو لے کر جدّہ پہنچا تھا۔ اس کے مسافروں کی غالب اکثریت مشرقی پاکستان کے باشندوں پر مشتمل تھی اور دو سو افراد مغربی پاکستان سے سوار ہوئے تھے۔ عالمی ادارۂ صحت کی رپورٹ کے مطابق ان میں دو زائرین چیچک کی مرض میں مبتلا تھے لہٰذا پندرہ سو عازمین حج فریضہ حج کی سعادت سے محروم رہ گئے ہر ایک مسافر کے پاس ملیریا اور چیچک کے ٹیکوں کے سرٹیفکیٹ موجود تھے۔ میڈیکل سائنس۔ حج و زیارت اور خود پاکستان کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ واحد المیہ تھا۔ صدر مملکت پاکستان نے فوری تحقیقات کا حکم دیا تھا۔ تحقیقات نامعلوم مراحل میں ہیں اور بد قسمت حاجی "المستنقی المحجوحدّہ" میں ایک ماہ اٹھارہ دن تک محبوس رہنے کے بعد وطن واپس پہنچ چکے ہیں۔ اس عرصے میں ان پر کیا گذری؟ سفارتِ پاکستان کے عملے نے ان سے کس حد تک تعاون کیا؟ اس کی رُوداد ناقابلِ یقین حد تک المناک ہے۔ بعض واقعات اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں لیکن خدام الدین کے لئے ان بدقسمت زائرین میں سے ایک دردمند انسان نے جو کچھ ارسال کیا ہے اسے مناسب حک و اضافہ کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ (حنیف رضا)

مسلمانوں کیلئے حج بیت اللہ کی نعمت اتنی عظیم ہے کہ اس کی برکات و انعامات کا احاطہ کرنا آسان نہیں۔ ایک کلمہ گو جب ایک بار اس سعادت سے مشرف ہوتا ہے تو اس کے دل میں بار بار اس مقدس سفر کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ کعبۃ اللہ کے گرد پروانہ وار گھومنے اور گنبد خضریٰ کو ایک نظر دیکھنے سے جو کیفیت طاری ہوتی ہے اسے صرف وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جنہیں حرمین الشریفین کی حاضری نصیب ہو۔

گذشتہ سال میں نے اپنی والدہ محترمہ کی خدمت کے ارادے سے یہ سفر اختیار کیا تھا میں نے اس سرزمین کو دیکھا جہاں اللہ کے برگزیدہ بندے ظلمت کدۂ جہان کے لئے شمعِ ہدایت بن کر آئے تھے مکہ معظمہ کے اردگرد پھیلی ہوئی سنگلاخ چٹانیں بے آب و گیاہ صحرا اور خشک و بنجر زمین نے میرے لئے غور و فکر کی کئی راہیں کھول دیں میں نے حضرت خلیل اللہؑ کے ہاتھوں سے بنے ہوئے کعبہ کو دیکھا۔ ثور و حرا کی بلندیوں پر شانِ رسالت کا نظارہ کیا۔ بدر و اُحد کے سینے پر لکھی ہوئی عزم و استقلال کی داستانیں پڑھیں۔ میری نگاہیں گنبد خضریٰ کی سمت مؤدبانہ اٹھتیں اور سیرت طیبہ کے تابندہ اوراق کھل کر میرے سامنے آ جاتے۔ میرے کان مدینۃ النبیؐ کی گلیوں میں دودھ بیچنے والی حبشی عورتوں کی صدائیں اَشْرَبْ حَلِیْب، صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِؐ۔ سنتے تو میرے تصوراتی محل حضرت بلالؓ کے عشق و مستی سے جگمگا اُٹھتے۔ میں روضۂ اطہر کے قریب سنہری جالیوں کے سامنے کھڑے ہو کر بارگاہِ رسالت و خلافت میں دست بستہ سلام عرض کرتا تو میری روح ایک عجیب طرح کی لذّت محسوس کرتی اور میرا دل ہر بندِ غم سے آزاد ہو جاتا۔ مجھے اس احساس سے اطمینان ہو جاتا کہ سید الکونین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلاموں کا نام لیوا ہوں۔ ہر نماز کے بعد میں سربسجود ہو کر خالق دو جہاں کے حضور گڑگڑاتا، قیامت کے دن شفیع المذنبین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت کی دعائیں مانگتا اور بار بار اس سرزمین کی زیارت کی استطاعت کی درخواست کرتا۔

اس سال میں نے اپنی اہلیہ کے ساتھ حج بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے درخواست دی۔ تقریباً دس ہزار درخواستوں میں سے صرف تین سو خوش نصیب افراد کے نام پکارے گئے تو میرا نام نو ہزار سات سو میں ہی رہ گیا۔ میں اس تصوّر سے ہی تڑپ اٹھا کہ صحن مسجد الحرام میں جھکے ہوئے سروں میں میری جبیں شامل نہ ہو سکے گی۔ اسی دوران پورٹ حج آفس کراچی سے اعلان جاری ہوا کہ بحری جہاز میں درجہ اوّل کی چند نشستیں خالی ہیں۔ اس درجہ میں سفر کرنے کا خرچ تیسرے درجے کے مصارف سے چار گنا زیادہ ہے میں نے اللہ کا نام لے کر اپنی درخواستیں کراچی روانہ کر دیں۔

دس پندرہ دن تک اپنی کامیابی و ناکامی کے بارے میں کچھ علم نہ ہو سکا۔ دو تین خط لکھے، ایک دفعہ ٹیلیفون کیا لیکن کوئی تسلّی بخش جواب نہ پایا۔ اپنے پچھلے تجربے کی بناء پر ہم نے خود ہی ملیریا اور چیچک کے ٹیکے مکمل کروا لئے۔ ۲۷ر جنوری کو کراچی پورٹ حج آفس سے مجھے PASSAGE VOUCHER ملا۔ اس کے مطابق مجھے ۲۳ر جنوری کو کراچی حاجی کیمپ پہنچنا تھا۔ کیونکہ جہاز ۱ر فروری کو روانہ ہونے والا تھا۔ مجھے بڑی پریشانی ہوئی۔ مجھے ۲۳ر کو کراچی پہنچنے کا حکم تھا لیکن یہ حکمنامہ مجھے ۲۷ر جنوری کو ملا۔ جہاز چلنے میں صرف پانچ دن باقی تھے اور کراچی ۸۰۰ میل دور۔ جلدی میں مکمل تیاری نہ کر سکا۔

(باقی صـ۱۲ پر)

عصمتِ انبیاء علیہم السلام اور حرمتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ایک حقیقت پسندانہ علمی تجزیہ

۴

اور جب اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں قصور نکلا تو اللہ تعالیٰ کا علم غلط ہوا ۔ نعوذ باللہ من الغوایۃ والسفاھۃ چنانچہ اہل ہوا کی بڑی جماعت کا یہی دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ "تو" خدا ہوتا ہے یعنی اسے بہت سی چیزیں جو پہلے معلوم نہیں تھیں بعد میں معلوم ہوتی ہیں اور اس کا پہلا علم غلط ہو جاتا ہے جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ تصور ہو رسول اور نبی اور ان کے بعد صحابہ کرام کا ان کے نزدیک کیا درجہ رہے گا۔

الغرض صحابہ کرام پر تنقید کرنے ،ان کی غلطیوں کو اچھالنے اور انہیں موردِ الزام بنانے کا قصہ صرف ان ہی تک محدود نہیں رہتا ، بلکہ خدا اور رسول ، کتاب و سنت اور پورا دین اس کی لپیٹ میں آ جاتا ہے اور دین کی ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے ۔ بعید نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں جو اوپر نقل کیا گیا ہے ، اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہو۔

من اذاھم فقد اذانی ۔ ومن اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ ۔

جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی ، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے۔

اور یہی وجہ ہے کہ تمام فرق باطلہ کے مقابلہ میں اہل حق کا امتیازی نشان صحابہ کرام کی عظمت و محبت رہا ہے ۔ تمام اہل حق نے اپنے عقائد میں اس بات کو اجماعی طور پر شامل کیا ہے کہ :۔

و نکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر

اور ہم صحابہ کا ذکر بھلائی کے سوا کسی اور طرح کرنے سے زبان بند رکھیں گے۔

گویا اہل حق اور اہل باطل کے درمیان امتیاز کا معیار صحابہ کرام کا " ذکر بالخیر" ہے جو شخص ان حضرات کی غلطیاں چھانٹتا ہو ، ان کو موردِ الزام قرار دیتا ہو اور ان پر سنگین اتہامات کی فرد جرم عائد کرتا ہو۔ وہ اہل حق میں شامل نہیں ہے۔

جو حضرات اپنے خیال میں بڑی نیک نیتی ، اخلاص اور بقول ان کے وقت کے اہم ترین تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے قبائح صحابہ کو ایک مرتب فلسفہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں اور اسے "تحقیق" کا نام دیتے ہیں انہیں اس کا احساس ہو یا نہ ہو ، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس تسوید اوراق کا انجام اس کے سوا کچھ نہیں کہ جدید نسل کو دین کے نام پر دین سے بے زار کر دیا جائے اور ہر ایرے غیرے کو صحابہ کرام پر تنقید کی کھلی چھٹی دے دی جائے ، جنہیں نہ علم نہ عقل نہ فہم نہ فراست۔

اور یہ نرا اندیشہ ہی نہیں ، بلکہ کھلی آنکھوں اس کا مشاہدہ ہونے لگا ہے ۔ الامان والحفیظ ۔ کہا جاتا ہے کہ "ہم نے کوئی نئی بات نہیں کہی بلکہ تاریخ کی کتابوں میں یہ سارا مواد موجود تھا ۔ ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم نے اسے جمع کر دیا ہے"۔ افسوس ہے کہ یہ عذر پیش کرتے ہوئے بہت سی اصولی اور بنیادی باتوں کو نظرانداز کر دیا گیا ہے ورنہ بادنیٰ تامل واضح ہو جاتا کہ صرف اتنا عذر طعن صحابہ کی وعید سے بچنے کے لیے کافی نہیں ، اور نہ وہ اتنی بات کہہ کر بری الذمہ ہو سکتے ہیں۔

اولاً : قرآن کریم کے نصوص قطعیہ ، احادیث ثابتہ اور اہلِ حق کا اجماع ، صحابہ کی عیب چینی کی ممانعت پر متفق ہیں ، ان قطعیات کے مقابلہ میں ان تاریخی قصہ کہانیوں کا سرے سے کوئی وزن ہی نہیں ۔ تاریخ کا موضوع ہی ایسا ہے کہ اس میں تمام رطب و یابس اور صحیح وسقیم چیزیں جمع کی جاتی ہیں ۔ صحت کا جو معیار "حدیث" میں قائم رکھا گیا ہے ، تاریخ میں وہ معیار نہ قائم رہ سکتا تھا اور نہ اسے قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس لیے حضرات محدثین نے ان کی صحت کی ذمہ داری اٹھانے سے انکار کر دیا ہے حافظ عراقیؒ فرماتے ہیں۔

و لیعلم الطالب ان السیرا
یجمع ما قد صح وقد انکرا

یعنی علم تاریخ و سیر صحیح اور منکر سب کو جمع کر لیتا ہے۔

اب جو شخص کسی خاص مدعا کو ثابت کرنے کے لیے تاریخی مواد کو کھنگال کر تاریخی روایات سے استدلال کرنا چاہتا ہے اسے عقل و شرع کے تمام تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف یہ دیکھ لینا کافی نہیں ہے کہ روایت فلاں فلاں [illegible]تاریخ میں لکھی ہے بلکہ [illegible] طرح کہ یہ روایت اس کے مقصد ومدعا کے لیے مفید ہے یا نہیں ؟ اسی طرح اسے اس پر غور کر لینا چاہیئے ۔ کہ کیا یہ روایت شریعت یا عقل سے متصادم تو نہیں ؟ اس اصول کی وضاحت کے لیے یہاں صرف ایک مثال کا پیش کرنا کافی ہوگا۔

آپ " خلیفہ راشد" اسے کہتے ہیں جو ٹھیک ٹھیک منہاج نبوت پر قائم ہو ۔ اور اس کا کوئی عمل اور کوئی فیصلہ منہاج نبوت کے اعلیٰ معیار سے ہٹا ہوا نہ ہو ۔ اب آپ ایک صحابی کو خلیفہ راشد تسلیم کرتے ہوئے اس پر یہ الزام عائد کرتے کہ انہوں نے بلا کسی استحقاق کے مال غنیمت کا پورا خمس (۵ لاکھ دینار) اپنے فلاں رشتہ دار کو بخش دیا تھا ۔ سوال یہ ہے کہ "خلافت راشدہ" اور منہاج نبوت یہی ہے جس کی تصویر اس افسانے میں دکھائی گئی ہے اور آج کے ماحول میں اس روایت کو من وعن تسلیم کرنے سے کیا یہ ذہن نہیں بنے گا ۔ کہ خلافت راشدہ کا معیار بھی آج کے جائز حکمرانوں سے کچھ زیادہ بلند نہیں ہوگا ۔ جو اپنے رشتہ داروں کو روٹ پرمٹ اور امپورٹ لائسنس مرحمت فرماتے ہیں ۔ اسی پر ان دوسرے الزامات کو قیاس کر لیجیئے جو بڑی شان تحقیق سے عائد کیے گئے ہیں۔

ثانیاً : یہ تاریخی روایات آج یکایک نہیں ابھر آئی ہیں بلکہ اکابر اہل حق کے سامنے یہ سارا موجود رہا ہے اور وہ اس کی مناسب تاویل و توجیہ کر چکے ہیں ۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان تاریخی واقعات کو بڑی آسانی سے کسی اچھے محمل پر محمول کیا جا سکتا ہے ۔ اب ایک شخص اٹھتا ہے اور "بے لاگ تحقیق" کے شوق میں ان کے ایسے محمل تلاش کرتا ہے جس سے صحابہ کرام کی صریح تنقیص اور ان کی سیرت و کردار کی گراوٹ مفہوم ہوتی ہے تو کیا اس کے بارے میں یہ حسنِ ظن رکھا جائے کہ صحابہ کرام کے بارے میں وہ "حسنِ ظن" رکھتا ہے۔

اور عجیب بات یہ کہ جب اس کے سامنے اکابر اہلِ حق کے طرزِ تحقیق کا حوالہ دیا جاتا ہے تو ان حضرات کو "وکیل صفائی" کہہ کر ان کی تحقیقات کو قابل التفات نہیں سمجھتا ۔ غالباً یہ دنیا کی نرالی عدالت ہے جس میں "وکیل استغاثہ" کے بیان پر یک طرفہ فیصلہ دیا جائے ۔ اور وکیل صفائی کے بیانات کو اس جرم میں نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ کسی مظلوم کی طرف سے صفائی کا وکیل بن کر کیوں کھڑا ہو گیا ہے۔

اوپر قرآن و سنت کے جن نصوص کا حوالہ دیا گیا ، اور اہل حق کے جس اجماعی فیصلہ کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اس سے معلوم ہو گا کہ صرف حافظ ابن تیمیہ اور شاہ عبدالعزیز ہی نہیں بلکہ خدا اور رسول

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

قسط اول

قوم تحریکِ ختمِ نبوّت سے غدّاری کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کریگی

مجلس احرار مسئلۂ ختمِ نبوّت کی بنیاد پر اسلامی نظام کے حامیوں سے تعاون کرے گی

صدر مجلس احرار اسلام پاکستان مولانا عبید اللہ احرار کا سیالکوٹ میں خطاب :

شہدائے ختم نبوّت احرار کانفرنس رام تلائی سیالکوٹ میں صدر مجلس احرار اسلام پاکستان مولانا عبید اللہ احرار نے ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ سیالکوٹ میرے لئے کوئی نیا شہر نہیں ہے۔ میرا تعلق اس مقدّس شہر سے ۱۹۳۱ء سے ہے جبکہ ساٹھ ہزار نوجوانوں نے تاریخ حریت کشمیر میں اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ اس وقت میری ہمشیرہ اور دیگر متعدد عورتوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ اس سلسلہ میں میری ہمشیرہ کے ہمراہ ایک اور معزز خاتون اور بعد ازاں بہت سی عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ بہت سی مستورات جو آج معمّر ہو چکی ہیں وہ اور اہالیانِ سیالکوٹ ان واقعات کو بھولے نہیں ہوں گے۔ اس خطرے کے پیشِ نظر کہ یہ تحریک مستورات میں پھیل نہ جائے تمام خواتین کو رہا کر دیا گیا۔ تحریک حریت کشمیر کے سلسلہ میں میری اہلیہ اور دوسری معزز خواتین نے ملک بھر کے دورے کئے ۱۹۳۶ء کی احرار کانفرنس مسجد شہید گنج کی شہادت کے بعد سیالکوٹ میں احرار کی عظیم کانفرنس تھی۔ جس کی پریس رپورٹ کا عنوان تھا "احرار کے سٹیم رولر نے مخالفین کو کچل کے رکھ دیا"۔ علاوہ ازیں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مرحوم اور والد محترم سے لے کر ان کی زندگی تک میرے ان سے تعلقات اور مراسم قائم رہے آج کی یہ کانفرنس شہدائے ختم نبوت کی یاد کے سلسلہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ ۱۹۵۳ء میں سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر نے جس بے رحمی سے فدایان ختم نبوّت پر تشدد کیا وہ ظلم و سفّاکی کی عظیم داستان ہے۔ فدایانِ ختم نبوت نے سختیاں سہیں جام شہادت نوش فرمائے اور تشدّد کرنے والا اپنے انجام کو پہنچا۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ وہ اپنا دماغی توازن کھو چکا تھا ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوّت میں جس طرح ملک بھر میں فدایانِ ختم نبوّت کو کچلا گیا وہ آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ملک کے تمام حصّوں میں مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپایا گیا۔ چوک شہیداں لاہور میں لا الٰہ الاّ اللہ، ختم نبوّت زندہ باد، اللہ اکبر کے نعرے لگانے والوں پر اس قدر تشدّد کیا گیا کہ تاریخ میں اس کی مثال بہت کم ہے، ہجوم پر ٹینک گذارے گئے اور ان کچلی ہوئی لاشوں کو بیلچوں کے ذریعے ٹرکوں پر لاد کر نہ جانے کس مقام پر پہنچایا۔ ہسپتالوں کے مُردہ خانوں میں ان مقدّس لاشوں کو ضائع کیا گیا۔ ہم ان شہدا کو کیسے بھول سکتے ہیں اور ان پر تشدّد کرنے والوں کو کیسے معاف کر سکتے ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے کہ شہدائے ختم نبوّت کی کتنی تعداد تھی اور بتایا جائے کہ کتنی لاشوں کو دفنایا گیا اور کتنی لاشوں کو ضائع کیا گیا وہ لوگ جو اس وقت تحریک کے ساتھ تھے بعد میں ہائیکورٹ میں جسٹس منیر کی عدالت کے روبرو تحریک میں شمولیت سے انکار کر دیا۔

آج ملک بھر میں اسلامی نظام حکومت کا مطالبہ کرنے والوں سے میں پوچھتا ہوں اس وقت انہوں نے تحریک سے غدّاری کیوں کی۔ آج بھی انہوں نے اپنے منشور میں لاہوری مرزائیوں کو مسلمان قرار دے کر دنیائے اسلام کے علمائے کرام کے متفقہ فیصلہ کو چیلنج کیا ہے جس کی رو سے مرزائی لاہوری ہو یا قادیانی وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے

اسی طرح تحریک ختم نبوت کے متعلق پنجاب کے گورنر آئی آئی چندریگر نے متعدد معززین کو اس تحریک کے سلسلہ میں مشورہ کے لئے بلایا۔ کیا انہوں نے تحریک کو مان لو یا کچل دو کا مشورہ نہیں دیا تھا۔ اس طرح تحریک تحفظ ختم نبوت کو کچلنے کی تمامتر ذمہ داری اس اسلامی منشیٹر پر عائد ہوتی ہے یا نہیں۔ آغا شورش صاحب جب ایوب کے سیاہ دور میں گرفتار ہوئے ان کی گرفتاری کے بعد ان کے حق میں سب سے پہلی آواز جو اٹھائی گئی وہ مجلس احرار ہی کی آواز تھی اور اس مقدمے کے دوران جب آغا صاحب کے کیس کی منتقلی کے متعلق فیصلہ ہونا تھا اس وقت اس وقت ایک خاص سازش کے ذریعے یہ لکھوانے کی کوشش کی گئی کہ ہمارا تحفظ ختم نبوّت کے متعلق تحریک سے نہ پہلے کوئی تعلق تھا نہ آئندہ کوئی تعلق ہوگا اس وقت جمعیت علماءِ اسلام اور مجلس احرار اسلام کے سوا پی، ڈی، ایم نے حلفی بیان دے دیا کہ ہمارا تحریک سے نہ پہلے تعلق تھا اور نہ آئندہ ہوگا۔ ان حالات کے پیشِ نظر کیسے سمجھ لیا جائے کہ یہ لوگ اسلامی نظام کے قیام کے سلسلہ میں مخلص ہیں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رح نے لائلپور میں ہزاروں کے اجتماع میں فرمایا تھا کہ اللہ گواہ ہے کہ جب مجلس عمل نے ۱۹۵۳ء کی تحریک چلانے کا فیصلہ کیا تھا اس وقت مودودی صاحب میرے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور بعد میں جسٹس منیر کی عدالت میں تحریک ختم نبوت میں اپنی شمولیت کا انکار کر دیا

اسی طرح حضرت شاہ صاحب یہ فرمایا

(باقی صـ۱۲ پر)

ذکرِ ولادت

سیّد المرسلین خاتم الانبیاء حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہٗ

گذشتہ سے پیوستہ

آفتابِ نبوّت کا طلوع

عام الفیل کے چالیسویں برس سوموار کے دن ۹ ربیع الاوّل کو جبریل امینؑ نے نازل ہو کر حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیغامِ الٰہی پہنچایا اور حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) منصبِ نبوّت سے سرفراز ہوئے۔

سوموار کے دن کی عظمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا کہ سوموار کا روزہ رکھنے میں کوتاہی نہ کرنا۔ اس لئے کہ میری ولادت سوموار کے دن ہوئی اور مجھے نبوّت بھی سوموار کے دن عطا ہوئی اور ہجرت بھی سوموار کے دن ہوئی۔

وفات خدیجہ طاہرہؓ حضرت خدیجہ طاہرہؓ نکاح کے بعد چوبیس برس زندہ رہیں — حضرت خدیجہ طاہرہؓ ۶۵ برس کی عمر پا کر ہجرت سے پہلے وفات پا گئیں۔ ان کی وفات کے بعد ابو طالب نے اسّی نوّے برس کی عمر پا کر وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد ۵۲ سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج نصیب ہوا۔ ۵۳ برس کی عمر میں مکّہ معظمہ سے مدینہ عالیہ تشریف لے گئے۔

طائف کا سفر ۲۷ شوال نبوّت کے دسویں برس کی عمر میں اپنے غلام زید بن حارث کو لے کر طائف تشریف لے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی ایک ماہ کے بعد ۲۳ ذی قعدہ کو طائف سے مکّہ واپس تشریف لائے۔

ہجرت ماہ ربیع الاوّل ۱۳ھ نبوی میں مکّہ مکرمہ سے مدینہ عالیہ کو سیّد الصّدّیقین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جا کر ان کو ساتھ لیا اور مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ تین دن غارِ ثور میں قیام فرمایا۔

غارِ ثور کے تین دن اس طرح گذرے کہ سیّدنا صدیق اکبرؓ کے فرزند عشاء کے بعد مکّہ سے جا کر حالات سنا جاتے تھے اور عامر بن میسرہ (سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام) دودھ دے جاتا تھا تیسرے دن فرزند سعادتمند اپنے والد کے حکم سے دو اونٹنیاں لایا۔ یکم ربیع الاول سوموار کو غار سے روانہ ہو کر بارہ ربیع الاوّل جمعہ کے دن قباء میں پہنچے

ہجرت کے بعد پہلے سال کے واقعات

قباء میں چودہ دن قیام فرمایا۔ قباء سے روانہ ہو کر مدینہ منوّرہ تشریف لے گئے۔ مدینہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ محلہ بنی سالم میں جمعہ کی نماز ادا فرمائی اور خطبہ پڑھا یہ پہلا جمعہ ہے جو مدینہ منوّرہ میں ادا کیا گیا ہجرت کے اسی پہلے سال اور سال کے پہلے مہینے میں مسجدِ نبوی تعمیر کی گئی اور مسجد کے متصل حجرے تعمیر کئے گئے اور اسی مہینے میں اذان جاری کی گئی۔ ہجرت کے آٹھویں مہینے میں ایک مہاجر اور ایک انصار کو ملا کر بھائی چارہ قائم کیا گیا۔

ہجرت کا دوسرا سال ہجرت کے دوسرے سال شعبان کے مہینے میں روزے فرض کئے گئے اور صدقہ فطر واجب کیا گیا اور شعبان میں ہی تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور اسی سال قربانی کا حکم ہوا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مبارک ہاتھ سے دو مینڈھے ذبح فرمائے۔ اور اسی سال رمضان مبارک میں بدر کی لڑائی ہوئی۔

ہجرت کا تیسرا سال اس میں اُحد کی لڑائی ہوئی اور شراب استعمال کرنے کو حرام کر دیا گیا۔

ہجرت کا چوتھا سال اسی سال میں میدانِ جنگ میں نمازِ خوف ادا کی گئی اور اسی سال سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم دیا گیا۔

ہجرت کا پانچواں سال ماہ ذی قعدہ میں پردے کا حکم دیا گیا۔ اور خندق کی لڑائی ہوئی — مدینہ عالیہ میں معمولی زلزلہ آیا۔

ہجرت کا چھٹا سال غزوہ بنی المصطلق ہوا۔ اس جنگ میں رئیس المنافقین نے بہتان کھڑا کیا اور اس کے بیٹے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کو قتل کرنے کرنے کی اجازت طلب کی اور اسی سال سورج گرہن لگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف ادا فرمائی اور اسی سال ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی گئی جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی سال شدید قحط ہوا اور جمعہ کے دن خطبہ کے دوران میں جنابؐ نے دعا فرمائی اس دعا کی برکت سے آنے والے جمعہ تک برسات کا سلسلہ جاری رہا اور جنابؐ کی دعا سے یہ سلسلہ بند ہوا اور اسی سال میں گھڑدوڑ کرائی گئی۔

ہجرت کا ساتواں سال اسی سال میں آپؐ نے عمرہ کیا۔ اور خیبر کی لڑائی ہوئی اور اسلام بن مشکم یہودی کی بیوی زینت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت میں زہر ملا کر کھلا دیا۔ اور اسی سال میں آپؐ نے انگوٹھی بنوائی اور مہر لگا کر حکمرانوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

ہجرت کا آٹھواں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کھجور کے [illegible] کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ اسی سال منبر تیار کیا گیا اور آپؐ اس پر جلوہ گر ہو کر خطبہ فرمانے لگے تو کھجور کا ستون نہایت درد اور کرب کے ساتھ رونے لگا۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اور رحمت واسعہ اور شفقت عامہ کے ساتھ ستون کو سینے سے لگایا اس پہ اس کا رونا بند ہوا۔ اسی سال میں ملک عرب کے قبائل وفد کی شکل میں آنے مرقوم ہے، اسی سال مکہ مکرمہ فتح کیا گیا اور طائف بھی قبضہ میں آ گیا۔

ہجرت کا نانواں سال

اس سال مسجد ضرار کو گرایا گیا، اسی سال تبوک کا سفر پیش آیا۔ اسی سال وفد نہایت کثرت کے ساتھ آئے۔ اسی سال شوال کے مہینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کی موت ہوئی۔ اسی سال سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا۔

اخلاق عالیہ اور خلق خدا سے ہمدردانہ برتاؤ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں صحابہ کرام اپنے حوائج اور ضروریات لے کر حاضر ہوتے رہتے تھے۔ آپؐ آنے والوں کو دینی دنیاوی بھلائی کے لئے نصیحتیں فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ نصیحتیں دوسروں تک بھی پہنچا دیا کرو۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی ضرورتیں مجھ تک نہیں پہنچا سکتا ان کے حالات سے مجھے مطلع کیا کرو۔ جو شخص کسی عاجز، درماندہ، بے کس، محتاج، مظلوم، ستم رسیدہ کے لئے امراء اور حکام کے پاس پہنچ کر کوشش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ہر قسم کی گھبراہٹ، پریشانی، دکھ، درد اور غم سے نجات عطا فرمائے گا۔

آپ مہربان باپ سے بڑھ کر خلق خدا کی خدمت فرمایا کرتے تھے۔ اُٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے ذکر الٰہی فرماتے رہتے تھے۔ ہر آنے والا اپنی ہر ضرورت کو پورا کرا کے جایا کرتا تھا۔ حضرتؐ کے صحابہ کرامؓ بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت۔ اور محتاجوں کی ضرورتیں پوری کیا کرتے تھے۔ آپؐ کے دربار سے کوئی مایوس ہو کر نہیں جاتا تھا۔ حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دربار میں بیٹھنے والے بھی اخلاق عالیہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ نہ کسی کی غیبت ہوتی تھی نہ کسی کو طعنہ دے کر شرمندہ کیا جاتا تھا نہ کسی کی عیب جوئی میں وقت صرف کیا جاتا تھا۔ حضرتؐ کی زندگی سادگی کی بے مثل تصویر تھی۔ خوراک، لباس، بستر۔ غرض زندگی کے ہر معاملہ میں بے نظیر قناعت اور بے انتہا سادگی نمایاں تھیں۔

بقیہ: مولانا عبیداللہ احرار کا خطاب

کرتے تھے کہ وابستگان مجلس احرار ان لوگوں کی کسی بات کا اعتبار نہ کیا کریں اور نہ آئندہ ان لوگوں کا کوئی فتویٰ قبول کریں جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان بڑے بڑے علماء اور محدثین کا فتویٰ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جنہوں نے مسئلہ خلق قرآن میں ان کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ آپ مسند تدریس پر بیٹھے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ خدا ابن ہشیم پر رحم کرے سامعین نے پوچھا کہ حضرت وہ تو چور اور ڈاکو تھا آپ اس کے لئے کیوں دعا فرماتے ہیں — فرمانے لگے کہ مسئلہ خلق قرآن کے سلسلے میں بڑے بڑے علماء اور محدثین جب مجھے دست برداری یا خاموش رہنے کا مشورہ دیا کرتے تھے اور جب میری تشہیر کی گئی اس وقت ابن ہشیم نے مشورہ دیا تھا کہ احمد! دیکھو، میں چوری کرتا ہوں ڈاکے ڈالتا ہوں، میرے جسم پر کوڑوں اور ڈنڈوں کے نشانات موجود ہیں لیکن میں نے اپنی عادت کو نہیں بدلا۔ کہیں آپ اس مسئلہ پر کمزوری نہ دکھا جائیں آپ تو حق پر ہیں۔

میں بحیثیت صدر مجلس احرار سید عطاء اللہ شاہ صاحب کے ان الفاظ کو دہراتا ہوں کہ ناظم الدین میں تیرے ریوڑ کا چرواہا بننے کو تیار ہوں بشرطیکہ تم ختم نبوت کے مسئلے کو مان لو — آج بھی ان تمام سیاسی پارٹیوں سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ جو ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کی داعی ہیں۔ مجلس احرار ہر اس جماعت سے غیر مشروط تعاون کرے گی جو مسئلہ ختم نبوت کو آئین اسلامی کی بنیاد قرار دیں۔

صدر محمد یحییٰ خاں سے التماس ہے کہ وہ جب یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ وہ ہر اس آئین کو مسترد کر سکتے ہیں جو نظریۂ پاکستان کے خلاف ہوگا اور یحییٰ خاں صاحب نے یہ بھی قرار دیا۔ کہ مملکت کا صدر مسلمان ہوگا۔ اے کاش! آپ مسلمان کی تعریف بھی فرما دیتے کہ مسلمان وہ ہے، جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پر یقین رکھتا ہو — ۱۹۵۶ء کے آئین میں بھی مسلمان کی تعریف نہیں کی گئی ہے۔ من جملہ دیگر اختلافات کے اس سے بھی بنیادی اختلاف یہی تھا۔

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تحریک ختم نبوت اور تحریک حریت کشمیر کے شہداء کے درجات بلند فرمائے۔

بقیہ: سفینہ عرفات کی کہانی

بہرحال ۳۱ر جنوری صبح ۹ بجے میں نے دفتر حج آفس میں اپنے کاغذات جمع کرا دئے۔ دوسرے دن پاخانہ ٹسٹ ہوا اور ٹیکے پاس ہوئے، یکم جنوری رات گئے تک ہمیں پاسپورٹ نہ مل سکے۔ بار بار دفتر سے پتہ کرتے اور ہر بار "مل جائے گا" کا روکھا جواب ملتا۔ ۲ر فروری یعنی جس دن جہاز روانہ ہونا تھا اس دن گیارہ بجے پاسپورٹ اور کرنسی مل گئی۔ اس کرنسی میں سے معلّم کی فیس وغیرہ تقریباً ایک سو روپیہ وضع کر لیا گیا تھا۔ تقریباً ۴ بجے شام ہم نے "سفینۂ عرفات" کی سیڑھی پہ قدم رکھا۔ اور ۵ بجے جہاز روانہ ہو گیا۔ (باقی آئندہ)

درسِ قرآن

قرآن منزّل من اللہ عربی میں ہے

از۔ مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہٗ ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۶)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

اَلَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ (صدق اللہ العلی العظیم)

میرے بزرگو! پہلی آیت میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو دنیا کی زندگی کو قیامت کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ سے انسان رُک نہیں سکتا جب تک یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اللہ کے راستے میں ٹیڑھ پن پیدا نہ کر دے۔ یہ بہت ہی خطرناک بات ہے۔

ایک ہوتے ہیں کافر۔ وہ اسلام کے کھلے دشمن ہوتے ہیں۔ اُن کی بات پر کوئی کان نہیں دھرتا۔ لیکن جو قرآن کا لیبل لگا کر، اپنے ہوں یا پرائے، قرآن کے خلاف تعلیمات نشر کریں وہ بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں۔ جامعہ ازہر میں عالم اسلامی کی ایک بہت بڑی علمی کانفرنس ہوئی اس میں تمام علماء نے دنیا کے مسلمانوں کو اور دنیا کے مسلمان سربراہوں کو متنبہ کیا کہ تمہیں اللہ تعالٰے نے حکومت دی ہے اس کا ایک منشار یہ بھی ہے اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ (الحج ۴۱) کہ جب ہم ان کو حکومت دیں تو وہ نماز کو قائم کرتے ہیں۔ اور نماز کے قیام کا مطلب کیا ہے؟ اللہ کے دین کے محافظ ہوتے ہیں۔ آج دنیا میں نہایت ہی خطرناکیوں کے ساتھ، عجیب قسم کی بائیبلوں کے ساتھ قرآن مجید کی غلط تفسیریں ہو رہی ہیں۔ آپ کا یہ فریضہ ہے کہ آپ ایسی غلط تفسیروں کو روکیں جو قرآن کریم کے لیبل میں بے دینی پھیلا رہے ہیں۔ یہاں پر بھی اُسی خطرے کی نشاندہی فرمائی۔ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ کہ وہ قرآن مجید کی راہِ ہدایت کو ٹیڑھا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ الفاظ وہی رہیں معانی کچھ اور ہو جائیں، لیبل وہی ہو، اندر کچھ اور ہو جائے — اس لئے فرمایا اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝ ایسے لوگ بڑی دور کی گمراہی میں ہو جاتے ہیں۔ وہ پھر راہِ راست پر آ نہیں سکتے۔

گناہ اور چیز ہے اور گناہ کو دین سمجھ کر کرنا یہ اور چیز ہے۔ اس لئے بڑے بڑے مجرم، بڑے بڑے خطاکار، بڑے بڑے گناہگار، رات دن گناہوں میں ڈوبنے والے۔ آخر میں کبھی کبھی کلمہ پڑھ لیتے ہیں، خدا کے محبوب بندے بن جاتے ہیں — ہمارے پاس تاریخ کی کافی مثالیں ہیں، بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی، جن کی پہلی زندگیاں اللہ کی نافرمانی میں گذریں لیکن جب گناہ کا احساس ہوا، شرمساری نصیب ہوئی تو اسی وقت اللہ کے حضور توبہ کی۔ اللہ نے توبہ قبول کی اور نہ صر[illegible] کرے بلکہ اپنے ہاں قرب اور ولایت سے بھی نوازا۔ لیکن جب عقیدہ غلط ہو جائے — ایک آدمی شراب پیتا ہے، کہتا ہے میں پیتا ہوں، میں مجرم ہوں، میں خطاکار ہوں — اُس سے امید ہو سکتی ہے کہ کسی وقت وہ پیالے کو توڑ دے اور اللہ کے سامنے سربسجود ہو جائے۔ ہم دیکھتے ہیں بڑے بڑے گنہگار آخر میں توبہ کر جاتے ہیں لیکن ایک آدمی اگر شراب نہیں پیتا مگر عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ شراب حلال ہے۔ وہ دین کے لئے شرابی سے زیادہ خطرناک ہے اور اس کو شاید توبہ بھی نصیب نہ ہو۔ کیونکہ وہ اس بات پر ڈٹ گیا ہے کہ قرآن میں جو یہ فرماتے ہیں رِجْسٌ (المائدہ ۹۰) یہ قرآن (نعوذ باللہ) کچھ ایسے ہی کہہ رہا ہے، اس کی تاویلیں کی جاتیں اللہ کی بات کو جو اپنے پیچھے لگانے کی کوشش کرے۔ فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝ یہ بڑی دور کی گمراہی میں ہیں۔

اب جو قرآن حکیم کی ہدایت کو ٹیڑھا بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں بھی کی گئی۔ مکے کے کافروں نے کہا کہ قرآن کیسا اللہ کا کلام ہے؟ کہیں مکھی کا ذکر، کہیں کتے کا ذکر، کہیں گدھے کا ذکر، کہیں مچھر کا ذکر، یہ کیسا قرآن ہے؟ تو قرآن مجید نے جواب دیا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۔ (البقرہ ۲۶) کہ اللہ ایسی مثالیں دینے سے نہیں رُکتے کہ یہ مثالیں دینا بھی ایک معیار ہے ایمان کی صداقت کا۔ اسی طرح ایک اور انکار بھی کرتے تھے کہ دیکھو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عرب ہیں یہ اپنی طرف سے بنا لیتے ہیں اور پھر ہمارے سامنے آ کر پیش کر دیتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ جگہ جگہ آتا ہے اِفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا، اِفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (نعوذ باللہ) قرآن نے اس اعتراض کا جواب دیا اور فرمایا۔

کو کے ... مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ۔ ہم نے جب کبھی کسی رسول کو بھیجا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے بھی —— ماضی کا صیغہ ہے۔ کہیں نہیں آتا وَمَا نُرْسِلُ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ۔ کیونکہ وَمَا نُرْسِلُ، یہ تو مضارع کا صیغہ ہے۔ مضارع حال کے لئے بھی آتا ہے، استقبال کے لئے بھی آتا ہے۔ یعنی آئندہ بھی جب کبھی کسی کو بھیجیں گے تو اس کی قوم کی زبان دے کر بھیجیں گے۔ یہاں فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا۔ اے میرے حبیب! آپؐ سے پہلے جتنے بھی ہم نے رسول بھیجے اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ، ہم نے ان کو وہی بولی دے کر بھیجا جو ان کی قوم کی بولی تھی۔ تو آپؐ کی پہلی قوم جو مخاطب ہے، عرب ہیں۔ اس لئے آپؐ عربی ان کے ساتھ بولتے ہیں، آپؐ عربی میں ان کو سمجھاتے ہیں اور قرآن مجید عربی میں ہی ہے، عربی میں ہی نازل ہوا۔

یہاں چھوٹی سی ایک بات عرض کر دوں کہ قرآن مجید کی بولی میں اور باقی بولیوں میں فرق ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی جو زبان ہے یہ اللہ کی زبان ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ (یوسف ۲) ہم نے یہ قرآن مجید جو نازل کیا ہے، یہ عربی زبان میں نازل کیا ہے یعنی قرآن منزّل مِنَ اللہ عربی میں ہے یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہیں، معانی اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ یہ جو فرمایا حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (اعراف ۱۵۸) آپ کہہ دیجئے —— تو کہلوانے والے کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہیں۔ یہ میرا پیغام پہنچا دیجئے۔ الفاظ بھی مِن جانب اللہ، معانی بھی من جانب اللہ اور اس کی تشریحات بھی من جانب اللہ۔ کیونکہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تفسیر فرمائی وہ بھی من جانب اللہ فرمائی۔ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قرآن کی کسی آیت کی تشریح اپنے دل کی خواہش سے نہیں کی۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ٥ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ٥ (النجم ۳ تا ۴)

تو ہر نبی علیہ السلام پر جو وحی آئی تھی وہ کسی اور طریقے پر آتی انہوں نے بیان اپنی قوم کے سامنے اپنی بولی میں کیا۔ لیکن حضورؐ پر جو قرآن نازل ہوا یہ عربی میں نازل ہوا اور حضورؐ نے بیان بھی عربی زبان میں کیا۔ اس لئے ہمارے علماءِ کرام نے لکھا ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ بھی معجزہ اور اور قرآن مجید کے معانی بھی معجزہ۔ لیکن باقی جتنی کتابیں ہیں تورات، انجیل، زبور ان کے الفاظ معجزہ نہیں ہیں۔ اس لئے ان کے الفاظ دنیا میں باقی نہ رہ سکے۔ قرآن دنیا میں باقی ہے۔ قیامت تک باقی رہے گا۔ کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: عصمتِ انبیاء اور ۔۔۔

اور پوری امت کے اہل حق صحابہ کرام کے وکیل صفائی ہیں اب یہ فیصلہ کرنا ہر شخص کی اپنی صوابدیدہ پر موقوف ہے کہ وہ وکیل صفائی کی صف میں شامل ہونا پسند کرتا ہے یا وکیل استغاثہ کی صف میں۔

ثالثاً: ان تاریخی روایات کے متفرق جزئی واقعات کو چن چن کر جمع کرنا، انہیں ایک مربوط فلسفہ بنا ڈالنا، جزئیات سے کلیات اخذ کر لینا اور ان پر ایسے جلی اور چبھتے ہوئے عنوانات جمانا جنہیں آج کی چودھویں صدی کا فاسق سے فاسق بھی اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہیں کرے گا۔ یہ نہ تو دین و ملت کی کوئی خدمت ہے نہ اسے اسلامی تاریخ کا صحیح مطالعہ کہا جا سکتا ہے۔ البتہ اسے "تاریخ سازی" کہنا بجا ہوگا۔ بقول سعدیؒ

ع ولیکن قلم در کفِ دشمن است

میں پوچھتا ہوں کیا کوئی ادنیٰ مسلمان اپنے بارے میں یہ سننا پسند کرے گا کہ اس نے خدائی دستور کو بدل ڈالا؟ اس نے بیت المال کو گھر کی لونڈی بنا لیا؟ اس نے مسلمانوں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی آزادی سلب کر لی۔ اس نے خدائی قانون کی بالاتری کا خاتمہ کر ڈالا؟ اس نے اقربا پروری و خویش نوازی کے ذریعہ لوگوں کی حق تلفی کی؟

کیا کوئی معمولی قسم کا متقی اور پرہیزگار آدمی ان جگر پاش اتہامات کو ٹھنڈے دل سے برداشت کرے گا؟ اگر نہیں ۔۔۔۔ اور یقیناً نہیں تو کیا صحابہ کرام ہم نالائقوں سے بھی گئے گزرے ہو گئے؟ کہ ایک دو نہیں، بلکہ مثالب و قبائح اور اخلاقی گراوٹ کی ایک طویل فہرست ان کے نام جڑ دی جائے پھر بے لاگ تحقیق کے نام سے اسے اچھالا جائے اور روکنے اور ٹوکنے کے باوجود اس پر اصرار کیا جائے۔ کیا صحابہ کرام کی عزت و حرمت یہی ہے؟ کیا اسی کا نام صحابہ کا ذکر بالخیر ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز صحابہ اسی احترام کے مستحق ہیں کیا ایمانی غیرت کا یہی تقاضا ہے؟ کیا مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھول جانا چاہیے۔

> جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ تو ان کے جواب میں یہ کہو تم میں سے (یعنی صحابہ کرام اور ان کے ناقدین میں سے)، جو برا ہو اس پر اللہ کی لعنت۔ (ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بعد کی امت کے لیے حق و باطل کا معیار ہیں انہیں معیت نبوی کا جو شرف حاصل ہوا اس کے مقابلہ میں کوئی بڑی سے بڑی فضیلت ایک جَو کے برابر بھی نہیں، کسی بڑے سے بڑے ولی اور قطب کو ان کی خاکِ پا بننے کا شرف حاصل ہو جائے تو اس کے لیے مایۂ صد افتخار ہے، اس کے لیے امت کے کسی فرد کا۔ خواہ وہ اپنی جگہ مفکرِ دوراں اور علامۂ زماں ہی کہلاتا ہو۔ اس پر تنقید کرنا قلبی زیغ کی علامت ہے۔ ایاز! قدرِ خویش بشناس!! یہ دنیا حق و باطل کی آماجگاہ ہے یہاں باطل، حق کا لبادہ اوڑھ کر آتا ہے، لبا اوقات ایک آدمی اپنے غلط نظریات کو صحیح سمجھ کر ان سے چمٹا رہتا ہے۔ جس سے رفتہ رفتہ اس کے ذہن میں کجی آجاتی ہے اور بالآخر اس سے صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط سمجھنے کی استعداد ہی سلب ہو جاتی ہے اور یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ اہل حق و تحقیق کی یہ شان نہیں کہ وہ ۔۔۔ "میں یہ سمجھا ہوں" کی بر خود غلط فہمی میں مبتلا ہوں۔ اور جب انہیں اخلاص و خیر خواہی سے تنبیہ کی جائے۔ تو تاویلات کا "ضمیمہ" لگانے بیٹھ جائیں ۔۔۔۔۔ اہل حق کی شان تو یہ ہے کہ اگر ان کے قلم و زبان سے کوئی نامناسب لفظ نکل جائے۔ تو تنبیہ کے بعد فوراً حق کی طرف پلٹ آئیں۔ حق تعالیٰ جل ذکرہٗ ہمیں اور ہمارے تمام مسلمان بھائیوں کو ہر زیغ و ضلال سے محفوظ فرمائے اور اتباع حق کی توفیق بخشے۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و
ھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب
وصلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ صفوۃ البریہ
محمد علی الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

(آمین)

علماء کے نئے فتوے پر ایک تحقیقی نظر

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (۵:۸)

(از مولانا مفتی عبداللطیف صاحب بہاولنگری)

نوٹ ۱۱۳ علماء کے فتویٰ کی بابت قبل ازیں مولانا تاج محمود لائل پوری کا اختلافی نوٹ شائع کیا جا چکا ہے اب مولانا مفتی عبداللطیف صاحب کا ایک تحقیقی مضمون شریک اشاعت کیا جا رہا ہے۔ اگر کوئی صاحب اس سے اختلاف رکھتے ہوں تو علمی انداز میں تجزیہ کر کے "خدام الدین" کے نام ارسال فرمائیں۔ (ادارہ)

کچھ معروضات پیش کرنے سے قبل یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں باقاعدہ کسی بھی سیاسی جماعت سے متعلق نہیں ہوں علماء حق کے ادب و احترام کو اپنے لیے ذریعۂ نجات سمجھتا ہوں خواہ حضرت تھانوی اور ان کی جماعت کے اکابر ہوں یا حضرت درخواستی اور ان کی جماعت کے لیکن تحقیق و تنقیح میں کسی کی عظمت و احترام کو غیر دخیل سمجھ کر نہایت ہی ادب سے یہ معروضات پیش کر رہا ہوں امید ہے کہ حضرات مفتیانِ کرام عموماً اور مذکورۃ الصدر اکابرین خصوصاً میری گذارشات پہ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے۔

چند دن ہوئے کہ مذکورہ بالا فتویٰ موجودہ سیاسی جماعتوں کے متعلق اخبارات و رسائل میں شائع ہوا ردعمل کے طور پر مختلف حلقوں سے آواز ہائے بازگشت سنائی دیں۔ اپنے اپنے نظریے کے مطابق تصویب و تحسین اور تغلیط کے مباحث عوام و خواص میں ہونے لگے۔

اکابر و احباب نے ہر چند اس کی تحقیق و تجزیہ پر اصرار فرمایا لیکن میں یہ کہہ کر ان کو ٹالتا رہا کہ اگرچہ اس فتویٰ نے نظامِ اسلام کے نفاذ کے لیے متحدہ جدوجہد کی تمام آرزوؤں پر پانی پھیر دیا ہے۔ لیکن شاید وقت گزرنے پر بات آئی گئی ہو جائے اور پھر اتحاد کی کوئی راہ نکل آئے۔ اس لیے بات کو مزید طول نہ دیا جائے لیکن یہ دیکھ کر انتہائی صدمہ ہوا کہ بعض نام نہاد اسلام پسند اختلاف کی اس خلیج کو وسیع تر کرنے کے لیے اپنی ہر تقریر و تحریر میں اس فتویٰ کے چوتھے حصہ کو خصوصاً اس طرز و طریقہ سے بیان کر رہے ہیں کہ موجودہ اختلاف میں کسی طرح کمی نہ ہو جائے بلکہ مزید کبیدگی خاطر کا موجب بنا رہے اور علماء کرام پر عوام کا اعتماد ختم ہو جائے اس واسطے بادل ناخواستہ اس فتویٰ کے تجزیہ کے لیے آمادہ ہوا۔

تعیین بحث

نظریۂ سوشلزم کفر ہے یا نہ اس سلسلہ میں مذکورہ فتویٰ کوئی نیا نہیں کیونکہ اس سے بہت پہلے علماء کرام اس کو کفریہ قرار دے چکے ہیں (جیسا کہ آگے عرض کروں گا) اس واسطے ہمیں اس تجزیئے و تبصرے سے کوئی سروکار نہیں۔ البتہ سلسلۂ سوال و جواب میں چوتھی قسم کی سیاسی جماعت پر فتویٰ کے متعلق معروضات پیش کرنا ہیں۔

استفتاء

سوال میں دریافت کیا گیا ہے کہ بعض جماعتیں جن میں کچھ علماء بھی ہیں اپنے منشور میں قرآن و سنت کا اقرار کرتے ہوئے سوشلزم اور نیشنلزم کی داعی جماعتوں سے اشتراکِ عمل اور تعاون اور اتحاد کرتی ہیں۔

خلاصہ جواب

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ "چونکہ یہ لوگ سوشلسٹ عناصر کے ساتھ اشتراکِ عمل کا معاہدہ کئے ہوئے ہیں ... طرح اعانت ... سارا فائدہ سوشلسٹ پہنچے گا۔ اس لیے ان کو چندہ یا ووٹ دینا اسی طرح حرام ہے جس طرح براہِ راست سوشلسٹ عناصر کو۔

کیا یہ فتویٰ صحیح ہے

سب سے پہلے نہایت ادب سے گذارش ہے کہ اشتراکِ عمل کا معاہدہ (جس پر جواب کا مدار ہے) ایک مبہم اور ذو معنیٰ کلام ہے جب تک اس کے مصداق کا تعین نہ کر لیا جائے اس وقت تک جواز و عدم جواز یا حلت و حرمت کا فتویٰ دینا جائز نہیں بلکہ حسب قاعدہ و طریقۂ اسلاف پہلے سائل اس کے مصداق کی تعیین دریافت کی جاتی اس کے بعد جواب دینا چاہیئے تھا۔ یا ان تمام شقوں کا الگ الگ حکم ذکر کر کے مرادِ سائل پر حوالہ کر دیا جاتا۔

پہلی دلیل

علامہ ابن عابدین نے اپنی مشہور کتاب شامی میں فرمایا کہ "انہ لایجوز الافتاء من الکتب المختصرۃ (یعنی مختصرات فقہ سے فتویٰ دینا جائز نہیں) اس کے بعد علامہ موصوف نے چند ان کتب کا ذکر کیا جن کو دیکھ کر فتویٰ دینا جائز نہیں۔ پھر عدم جواز کی وجہ یوں بیان فرمائی فان فیہا الایجاز فی التعبیر مالایفہم معناہ الا بعد الاطلاع علی ماخذہ بل فیہا فی مواضع کثیرۃ الایجاز المخل یظہر ذلک لمن مارس مطالعتہا مع الحواشی فلا یامن المفتی من الوقوع فی الغلط (شامی ص ۶۵ ج ۱)

یعنی اس کتاب (الاشباہ النظائر) اسی طرح دوسرے مختصرات) میں اتنا اختصار ہے کہ جب تک اصل ماخذہ دیکھا جائے اس کا مفہوم و معنی متعین نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بہت سے مقامات میں اتنا اختصار ہے کہ جس سے معنی مراد سمجھ میں نہیں آتا جس کی وجہ سے مفتی کے غلطی میں واقع ہونے کا خدشہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ مجمل بات پر فتویٰ دینا جائز نہیں کیونکہ جب کتب فقہ کی مختصرات کو دیکھ کر بایں وجہ فتویٰ دینا جائز نہیں کہ مقصود مصنف و متکلم محتمل ہے تو کسی بھی سوال محتملِ ذو معنیین پر بغیر تعیینِ مراد سائل فتویٰ دینا جائز نہیں

[illegible]

فتاویٰ ہندیہ میں محیط وغیرہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر کسی مسئلہ کی متعدد صورتیں ہو سکتی ہوں ان میں سب صورتیں تو موجب کفر ہوں اور ایک صورت ایسی ہو جو کفر سے بچاتی ہو تو مفتی کو وہی ایک صورت اختیار کرنی چاہیئے جو کفر سے بچانے والی ہے (اکفار الملحدین ص ۱۳)

یعنی اگر بات کرنے والا بات کر کے فوت ہو جائے اور اس کے کلام میں ایسے متعدد احتمالات ہوں جو کفر تک پہنچاتے ہوں لیکن ایک توجیہہ اس کو کفر سے بچانے والی ہو تو مفتی کو وہی ایک صورت ملحوظ رکھ کر فتویٰ دینا چاہیئے اور اگر کلام کرنے والا زندہ موجود ہو تو اس سے اس کی کلام کی مراد پوچھی جائے اگر وہ خود کفر کا اقرار نہ کرے تو کفر کا حکم لگانا جائز نہیں ہاں اگر خود کفر کا اقرار کرے تو پھر کوئی فتویٰ اس کو کفر سے بچا نہیں سکتا اس سے بھی معلوم ہوا کہ سائل سے (جب وہ زندہ موجود ہو) دریافت کئے بغیر فتویٰ دینا جائز نہیں چونکہ مستفتی صورت مذکورہ زندہ موجود تھا نیز محکوم علیہم بھی بقید حیات تھے اور کلام محتمل تھی اور فتویٰ بغیر دریافت لکھا گیا لہٰذا یہ فتویٰ دینا بھی جائز نہیں۔

اشتراک عمل کا معاہدہ مبہم کیسے ہے ؟

وہ عمل جس میں اشتراک کا معاہدہ کیا گیا ہے خیر بھی ہو سکتا ہے اور شر بھی کسی کار خیر میں اشتراک عمل کا معاہدہ کسی بھی انسان سے کیا جائے شرعاً جائز ہے اس میں کوئی قباحت و ممانعت نہیں خواہ معاہدہ مسلمان سے کیا جائے یا کافر سے، فرد واحد سے کیا جائے یا جماعت سے کیونکہ خود شارع علیہ السلام نے یہود اور مختلف اقوام عالم سے معاہدہ فرمائے تھے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے مشرکین بنی خزاعہ سے معاہدہ فرمایا تھا حتیٰ کہ بنو بکر کے مقتول کی دیت بنی خزاعہ کی طرف سے خود ادا فرمائی تھی۔ نیز یہود مدینہ سے معاہدہ فرمایا جس کی ایک شق یہ بھی تھی کہ بنی عوف کے یہودی اور ان کے موالی مومنوں کے ساتھ مل کر ایک امت (سیاسی وحدت) بنیں گے اگر غیر مسلم سے معاہدہ اشتراکِ عمل مطلقاً ممنوع ہوتا تو خود شارع علیہ السلام کیوں فرماتے اور اللہ تعالیٰ واتموا الیہم عہدھم الیٰ مدتہم (یعنی غیر مسلم سے جو معاہدے کئے ہیں ان کو اس مدت تک پورا کرو) فرما کر اس عہد کے اتمام کی تاکید کیوں فرماتے۔

معلوم ہوا کہ کار خیر میں اشتراکِ عمل کا معاہدہ کسی کافر سے بھی شریعتِ مطہرہ کی نظر میں مذموم و قابل مواخذہ نہیں۔

(۱) اشتراک عمل اور مفتیانِ کرام

۱۹۵۱ء میں مختلف مکاتیب فکر کے سرکردہ علماء کرام میں سے ایک حلقہ کے عالم نے دوسرے مکتب فکر کے عالم کے متعلق کہا تھا کہ ہم تم لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں ؛ لیکن اس کے باوجود بائیس نکات اور تحریک ختم نبوت جیسے عمل خیر میں اشتراکِ عمل کیا گیا حالانکہ اس مجلس میں خود بعض ان مفتیان کرام میں سے موجود تھے (۲) پھر ایوبی استبداد سے نجات حاصل کرنے کے لیے خود مفتیان کرام میں اکثر کی جماعتوں نے نیز اس جماعت نے بھی ان عناصر سے اشتراکِ عمل کا معاہدہ کیا جن کو سوشلسٹ کہتے ہیں جو اپنے ہر مخالف کو سرمایہ داروں کی مخصوص گالی (سوشلسٹ) دینے کی عادی ہے (۳) کیا آپ نے اس فتویٰ پر دستخط کر کے ان لوگوں سے اشتراکِ عمل نہیں کیا جو ینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی کا مصداق صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ اور عثمانِ غنیؓ کو ٹھہراتے ہیں۔ ایک فعل حرام یعنی عورت کی صدارت کے بارے میں اسی نام نہاد اسلام پسند جماعت کا انہیں سوشلسٹ عناصر سے اتحاد و اشتراکِ عمل کا معاہدہ ہوا تھا لیکن معلوم نہیں اس مستفتی اور اور مفتیانِ کرام کی رگ حمیت کیوں نہ بھڑکی اور اس دوہرے حرام کے ارتکاب سے عوام کو بچانے کا فریضہ کیوں انجام نہ دیا۔

اشتراکِ عمل شر میں مذموم ہے

اگر وہ عمل جس میں اشتراک کا معاہدہ کیا گیا ہے، شر ہے تو یہ معاہدہ قبیح مذموم اور قابل مواخذہ ہے پھر اس کار شر کے درجہ شر پر معاہدے کے قبیح یا قبیح تر ہونے کا دارومدار ہے یعنی اگر وہ عمل مکروہ ہے تو اشتراکِ عمل معمولی قبیح (مکروہ) اگر حرام ہے تو اشتراکِ عمل قبیح تر اور اگر معاہدہ اشتراک عمل کفر پر ہے تو ظاہر بات ہے کہ یہ قبیح ترین (کفر) ہوگا۔

اب بحث یہ ہے کہ سلسلۂ سوال و جواب کی چوتھی قسم کی جماعت نے جو معاہدہ لیبر پارٹی سے کیا ہے۔ وہ کسی عمل خیر میں ہے یا شر میں اگر شر میں ہے تو اس شر کا درجہ کیا ہے تاکہ اس پر حسن و قبح کا حکم معلوم ہو سکے۔ اس کے متعلق میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس معاہدہ کا اصل متن جو لیبر پارٹی کے کنوینر اور اس چوتھی قسم کی جماعت کے ناظم عمومی کے دستخطوں سے بعنوان مشترکہ اعلان شائع ہوا ہے۔ نقل کر دوں تاکہ ہر ذی فہم و غیر جانبدار شخص کو اس کے حسن و قبح کا فیصلہ کرنے میں آسانی ہو اور اس فتویٰ کی حقیقت واضح ہو جائے۔

متنِ معاہدہ

"پاکستان لیبر پارٹی کے سرکردہ کارکنوں نے جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں سے رابطہ قائم کیا اور باہمی افہام تفہیم کے بعد ملک کے پسماندہ طبقات کی فلاح و بہبود کے لیے اسلامی اصولوں کے مطابق جدوجہد میں اشتراک و تعاون کا عہد کیا۔ جمعیت کے رہنماؤں نے لیبر پارٹی کے منشور پر پوری طرح غور کر کے مناسب مشورے دیئے اور منشور کو شریعت کے مطابق قرار دیا۔ جمعیت کے رہنماؤں نے لیبر پارٹی سے تعاون کا یقین دلایا دونوں جماعتوں نے اس امر پر بھی اتفاق کیا کہ باہمی اشتراک کے سلسلہ میں مسائل پر غور کرنے کے لیے دونوں جماعتوں کے کارکن وقتاً فوقتاً مشترکہ اجلاس منعقد کرتے رہیں گے اور دونوں جماعتیں ملک میں ایسا نظام رائج کرنے کے لیے شانہ بشانہ کام کریں گی جس میں ہر پاکستانی کو ہر حال میں زندگی کی تمام سہولیات میسر آ سکیں، مزدوروں، کسانوں، دانشوروں علماء کرام اور عوام کو انکا پورا حق ملے اور سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ ہو سکے یہ بھی طے پایا کہ دونوں جماعتیں اسلام اور پاکستان کے تحفظ اور سربلندی کیلئے جدوجہد میں اشتراک کریں گی"

(باقی آئندہ)

خاوند کے حقوق

قسط نمبر (۲)

عن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :- لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ، وَلَا تَأْذَنُ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ، وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهٖ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهٖ فَإِنَّ نِصْفَ أَجْرِهٖ لَهٗ ؛

ترجمہ :- نفل روزہ عورت نہ رکھے خاوند کے ہوتے ، بدوں اس کے حکم کے اور خاوند کے ہوتے ہوئے بدوں اس کے حکم کے کسی کو کسی کام کے واسطے گھر میں نہ آنے دے اور عورت جو خاوند کی کمائی سے بدوں اس کے حکم کے خدا کی راہ میں دے گی تو اس کا آدھا ثواب خاوند کو ہوگا ؛

فائدہ :- مندرجہ بالا حدیث پاک میں خاوند کے حقوق عورت پر بیان فرمائے گئے - فرض روزے میں مرد کی اجازت کی ضرورت نہیں اور نفلی روزہ بغیر خاوند کی مرضی کے درست نہیں اس لیے کہ مرد کو کسی سبب سے تکلیف نہ ہو - اور خاوند کی کمائی سے راہِ خدا میں جب دینا درست ہے کہ اس کی اجازت ہو - صریحاً اس کو رنج نہ ہو جب سے ناخوش نہ ہو یا منع کیا ہے تو عورت کو کسی طرح خدا کی راہ میں دینا درست نہیں -

بیگانے مرد سے خلوت

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ ۰

ترجمہ :- خبردار ہو کہ مرد رات کو اس عورت کے پاس نہ رہے جو کنواری ہو . مگر یہ کہ اس کا خاوند ہو یا رشتے دار محرم ہو !

فائدہ :- بیگانی عورت کے پاس غیر مرد کو رہنا اور خلوت کرنا حرام ہے خواہ رات کو ہو خواہ دن کو ہو . کنواری عورت ہو یا شادی شدہ ہو یا بیوہ ہو -

باریک ملبوسات کے بارے میں

عن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا ۰

ترجمہ :- دو قسم کے لوگ دوزخی ہیں کہ اُن کو میں نے نہیں دیکھا . . . . . اور دوسری قسم وہ عورتیں ہیں جو کپڑے پہنتے ہیں اور ننگی ہیں - مردوں کو اپنی طرف جھکاتی ہیں آپ مردوں کی طرف جھکتی ہیں . سر اُن کے جیسے اونٹوں کے جھکے کوہان ' وہ عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی - اور اس کی خوشبو نہ پائیں گی - اور البتہ اس کی خوشبو ملتی ہے اتنی اور اتنی دُور سے یعنی بہت دور سے -

فائدہ :- اور دوسری قسم سے مراد بدکار عورتیں ہیں اور یہ جو فرمایا کہ کپڑے پہنے ہیں اور ننگی ہیں یعنی ان کا لباس ایسا ہے جس سے بدن نظر آتا ہے جیسے مہین دوپٹے اور جالی کی کرتیاں - اس حدیث پاک سے صاف معلوم ہوا کہ ایسا لباس حرام ہے - اس واسطے کہ لباس سے غرض یہ ہے کہ بدن چھپایا جائے پھر جب بدن ہی ننگا رہا تو ایسا لباس زیب تن کرنے سے کیا فائدہ ؟

آج کل سر کے بالوں کے جو فیشن رواج پکڑ چکے ہیں وہ محتاج بیان نہیں

واقعی وہ دیکھتے نہیں اونٹوں کوہان معلوم ہوتے ہیں - (اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے صدقے غیر اقوام کے طور طریقوں سے مسلمان خواتین کو بچائے)

حج مبرور

عَنْ حضرت عَائِشَہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عَنْهَا :- لٰكِنَّ أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ ۰

ترجمہ :- تمھارے لیے افضل جہاد مقبول حج ہے -

فائدہ :- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت رسول مقبول سرورِ کون و مکاں سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم جہاد کو افضل عبادت دیکھتے ہیں اگر فرمائیں تو ہم بھی جہاد کریں تب حضور نبی کریم ہادیٔ دوراں ساقیٔ کوثر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا حدیث پاک ارشاد فرمائی یعنی عورتوں پر جہاد فرض نہیں - ان کے حق میں مقبول حج جہاد کے برابر ہے - مقبول حج وہ ہے ، جس میں گناہ نہیں کیا گیا

(عورت کو بغیر اپنے خاوند کے یا محرم کے حج پر جانا درست نہیں)

(باقی آئندہ)

التماس :- خدام الدین پڑھنے والی تمام بہنوں سے التماس ہے کہ وہ اپنے صفحے (بناتِ اسلام) کے لئے قرآن و سنت کی پابند بہادر اور نیک سیرت خواتین اسلام پر مضامین لکھ کر بھجوائیں انشاء اللہ ادارہ شامل اشاعت کرے گا !

مال اور گھر کی حفاظت

(عن ابن عمرؓ) كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ -

ترجمہ :- تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اپنی رعیت اور زیر دست کے بارے میں پوچھا جائے گا -

فائدہ :- پوری حدیث پاک کی یوں

کو ... قومیہ ... بھیجا ... سارے ملک پر حاکم ... رعیت کے بارے میں ... فتاویٰ گا کہ انصاف کیا یا ظلم۔ اور مرد ... اور جورو پر حاکم ہے تو اس سے بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے نیک کام سکھایا اور گناہ سے روکا یا نہیں اور جورو اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جائے گی کہ اس نے خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں۔ اسی طرح غلام اور نوکر بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے میاں اور آقا کی خیر خواہی کی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں۔ غرض ہر شخص اپنے زبردست اور اپنے زیردست اور اپنے قابو والی چیز سے قیامت میں پوچھا جائے گا۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

وہ وقت مہلت اور ڈھیل کا نہیں جو وقت مقرر ہے اس میں تاخیر و تقدیم ناممکن ہے۔

الحاصل موت آنے سے پہلے ہی انفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہیئے تاکہ انجام بخیر ہو۔

وما علینا الا البلاغ

دعوتِ خیر

قارئین کرام جامع مسجد حنفیہ سری رام روڈ دیانند روڈ کرشن نگر لاہور کی تعمیر نو کی جا رہی ہے۔ اب تک طرفین کی دیواریں اٹھ چکی ہیں اور دو گیلریوں کے لینٹر کی چھتیں بھی بن چکی ہیں۔ اب پوری مسجد کی چھت کا لینٹر ڈالنا ہے نیز باہر کی دو گیلریاں بننی ہیں اندر والان کا اور صحن کا فرش لگوانا ہے اور تمام مسجد کو پلاسٹر کرانا ہے۔ اہل محلہ حسب استطاعت چندہ میں حصہ لے چکے ہیں اور مزید لے رہے ہیں مگر سرمایہ کی زیادہ ضرورت ہے۔ اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ فوری طور پر تعمیر مسجد میں حصہ لے کر صدقہ جاریہ بنا لیں۔

جمعیۃ علماء اسلام شہر مظفر گڑھ کا انتخاب

سرپرست: مولانا قاضی محمود الحسن صاحب
امیر: مولانا حافظ محمد احمد صاحب
نائب امیر: حاجی نصیر الدین صاحب
نائب امیر: سردار دین صاحب
ناظم اعلیٰ: حکیم نور محمد صاحب
نائب ناظم: مرزا محمد انور بیگ صاحب
ناظم شعبہ نشر و اشاعت۔ جلال دین صاحب
خزانچی: صوفی جمال الدین صاحب
ناظم دفتر: حافظ محمد عبداللہ صاحب

مرزائیوں کا حضرت علامہ خالد محمود صاحب سے فرار

شرعی حکم آگیا

مرزائی نمائندے نے تین سو روپیہ ہرجانہ ادا کر دیا

۳ مئی بروز اتوار ۹ بجے صبح مسلمانوں اور مرزائیوں کے مابین مناظرہ قرار پایا۔ مناظرہ کی شرائط مرزائی نمائندے مسٹر نصیر احمد مالک الائیڈ سائنٹفک سٹور آبکاری روڈ انارکلی لاہور نے اپنی مرضی سے حسب ذیل تحریر کیں۔

۱. وفاتِ مسیح
۲. امکانِ نبوت
۳. صداقت نبوت (حضرت مرزا غلام احمد صاحب سچے نبی تھے یا جھوٹے؟)

تمام مندرجہ بالا مسائل از روئے قرآن پاک ثابت کرنے ہوں گے۔

بروز اتوار صبح نو بجے

فریقین ۵-۵ منٹ تقریر کریں گے

(دستخط) نصیر احمد

مسلمانوں نے ان شرائط میں ترمیم کیلئے کہا مگر مرزائی نمائندے نے اپنی من مانی شرائط پر ضد کی اور ایک لفظ تک بدلنے سے انکار کر دیا۔ مناظر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب نے ان تمام شرائط پر مناظرہ کرنا قبول فرما لیا۔ اور ۳ مئی بروز اتوار صبح نو بجے کو مناظرہ طے ہو گیا۔

اتوار کو مناظر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب اور مولانا محمد الیاس صاحب امام و خطیب مسجد پٹولیاں لاہور۔ مناظرہ کے لیے منتظر بیٹھے تھے کہ مرزائی نمائندے مسٹر نصیر احمد کا پیغام آگیا کہ ہمیں ربوہ سے شرعی حکم آگیا ہے کہ حضرت علامہ خالد محمود صاحب سے مناظرہ نہ کیا جائے۔ اس پر نصیر احمد صاحب مذکور نے تین سو روپیہ بطور ہرجانہ ادا کر دیئے۔

(خواجہ) اویس احمد شبلی۔ کرشن نگر لاہور

۱۲ ربیع الاول

کے مبارک موقع پر

اشاعت خاص

خاتم الانبیاء، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے یوم مبارک پر خدام الدین کا آئندہ شمارہ اشاعتِ خاص ہو گا۔ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ کی معرکۃ الآراء تقاریر بھی شامل اشاعت کی جا رہی ہیں۔ ایجنٹ حضرات مطلوبہ تعداد سے دفتر کو مطلع کریں۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۹ مئی کی صبح کو منظر عام پر آ رہا ہے۔

بچوں کا صفحہ

ایک مبلغ اسلام کا خط اپنے بال بچوں کے نام

تبلیغی جماعت کے ایک دوست نے ڈھاکہ سے تحریر کیا

اللہ جل جلالہ کے فضل و کرم سے بندہ بخیریت ہے اللہ پاک سے امید ہے کہ تم بھی ٹھیک ہوگے جو بیویاں دین کی خاطر خاوند کی جدائیاں برداشت کریں گی اور ان کے بچوں کی پرورش کریں گی ان کو پورا پورا اجر ملے گا۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ پاک نے تمہارے خاوند کو اپنے راستہ میں اس دین کے لئے جد و جہد کرنے کے لئے نکالا جس دین کی خاطر اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھیجا۔ آپؐ نے پتھر کھائے، پنڈلی مبارک سے خون نکلا، وطن چھوڑا۔ جو بچے باپ کے دین کی خاطر جانے کی وجہ سے ٹھوکریں کھائیں گے اللہ کو ان پر ضرور رحم آئے گا۔ جو بیوی خاوند کی جدائی برداشت کرے گی اللہ اسے اسی خاوند کے ساتھ جنت میں ہمیشہ رکھے گا۔ دنیا کی زندگی خواب ہے یہاں کی ساری تکلیف کا انجام موت ہے۔ وہاں کے ہمیشہ کے غم و فکر عذاب سے نجات مل جائے گی۔ باہر نکل کر پتہ چلتا ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کا کیا حال ہے بہت زبردست محنت کوشش کی ضرورت ہے۔ خدا کی قسم جس کام کے لئے میں نکلا ہوں اگر اللہ پاک اس کی حقیقت سب لوگوں پر کھول دے تو لوگ گھر بہت تھوڑا آئیں۔ جو تنگی خدانخواستہ تم پر آئے میرے لئے، اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کے لئے ہدایت کی دعا کرو۔ ایسے وقت میں تمہاری دعا پر نہ جانے کتنے انسانوں کے لئے ہدایت کے فیصلے ہوں۔ میرے لئے خصوصی دعا کرتی رہا کرو کہ اللہ جل شانہٗ مجھ پر اس کام کی حقیقت کھول دے میرے سینہ کو اسلام کے لئے کھول دے۔ میری دعا ہے اللہ تمہیں دنیا میں بھی خوش رکھے اور آخرت میں بھی میں تم سے راضی ہوں۔ اللہ پاک تم سے راضی ہو۔ جس طرح تو نے مجھے اللہ کے راستے میں جانے کے لئے خوش کیا۔ اللہ تمہیں جنت نصیب کرے۔ اور تمہارے بچے تمہارے لئے نجات کا باعث بنیں۔ جمعہ میں عورتوں کو ضرور دعوت دیتی رہا کرو کہ اپنے مردوں کو اللہ کے راستے میں نکالیں۔ مسجد میں پڑھانے جاتی رہنا۔ جس چیز کی ضرورت ہو پہلے اپنے رب سے مانگنا، مخلوق سے سوال نہ کرنے کی کوشش کرنا۔ صبر کرنا، اللہ کی معیت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ محترمہ ہاجرہ کو یاد رکھنا۔ کہ کس طرح انہوں نے اللہ کے حکم پر سر خم کیا۔ یہاں بہت بڑا اجتماع ہوا تھا تقریباً ۳ لاکھ آدمی جمع ہوئے سَو جماعتیں نکلیں۔ ہندوستان سے حضرت مولانا ہارون صاحب بھی آئے ہوئے ہیں پاکستان کے بہت بزرگ آئے ہوئے ہیں اللہ کے فضل سے ہم اللہ کے دین کو زندگی میں اپنانے اور دوسروں کو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) والی راہ پر آنے اور چلنے کے داعی بنانے کی محنت میں چل رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے لئے نمونہ بنایا۔ اور زندگی کے تمام شعبوں کے لئے نمونہ بنایا۔ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دین کا آغاز دعوت الی اللہ سے شروع فرمایا۔ اور جن کو دعوت دیتے ان کو دعوت کے کام میں شریک فرمایا۔ ماحول مخالف تھا سامان ظاہری بالکل نہ تھا، خدا کی قدرت و طاقت، صفات پر پورا مکمل یقین تھا اور ساتھیوں کو یقین سکھاتے ہوئے، دعوت دلواتے ہوئے اعمال پر ڈالتے ہوں ... قبول فرمایا اور حضورؐ ... لوگوں کو ہدایت ملی۔ زند[گیوں کے] رُخ پلٹے۔ جن لوگوں کی زندگیوں کے رُخ پلٹتے گئے وہ حضورؐ والی محنت کو آگے بڑھاتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ سارے عالم میں دین پھیل گیا ہماری زندگی کا مقصد بھی وہی ہے۔

اب اس کام کو کرتے ہوئے اس راستہ پر چلتے ہوئے محنت کرنے والوں کو جو مختلف تبیلوں سے آئیں گے مختلف رکاوٹیں آئیں گی، کسی کو بیماری، کسی کو بیوی کی بیماری، کسی کو بچوں کا اکیلا ہونا، کسی کو سال کی آمدنی کا کم ہونا، کسی کا بڑھاپا، کسی کا باغ کا پک جانا، کسی کی دُکان، کسی کی ملازمت، کسی کا عہدہ، کسی کا نفس کے خلاف کھانے کا ہونا، راستہ میں چلتے ہوئے مختلف قوموں کو مختلف مزاج لوگوں کو ملنا، اُن کی کڑوی کڑوی باتیں سننا اور جن کو چھوڑ کر آئے ہیں ان کا بے یار و مددگار ہونا۔ غرض لاتعداد قسم کی رکاوٹیں آئیں گی مگر ہر رکاوٹ کو اللہ کی قدرت کو سامنے رکھ کر آگے بڑھتے رہنے سے اور اپنی کمزوریوں کا خدا سے معافی مانگتے ہوئے دعاؤں میں لگے رہنے سے اور دعوت، تعلیم، ذکر، عبادت، خدمت، اخلاص، مجاہدہ میں لگے رہنا خداوہ ہدایت کا راستہ کھولیں گے جو حضورؐ کے زمانہ میں تھا اللہ ہمیں اتنا نہیں آزمانا چاہتے۔ جس سے ہم آگے نہ چل سکیں۔ خدا ہمارے حال سے اچھی طرح واقف ہیں۔ گھر سے نکالنے والے بھی وہی، ارادہ کرانے والے بھی وہی، نکلنے کے زمانے میں نکلنے والوں کی مدد و حفاظت اور ان کے گھروں میں جان و مال کی حفاظت بھی وہی کرتے ہیں اور خدانخواستہ کسی وجہ سے کوئی تھوڑی سی آزمائش ڈالتے ہیں تو اونچا کرنے کے لئے یا گناہوں کو معاف کرنے کے لئے جنت میں درجات بلند کرنے کے لئے اور امتحان میں آجانے سے پاس ہونے کا طریقہ بھی خود فرما دیا کہ نماز کے ساتھ اور ۵۔ صبر کے ساتھ میری طلب کرو۔ بچوں کی حتی الوسع اصلاح کی کوشش کرتی رہیں۔ ہم کوشش کے ذمہ دار ہیں نتیجہ کے نہیں۔

The Weekly "KHUDDA.
LAHORE (PAKISTAN)

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
" " ششماہی	..	۶
" " "	..	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	۴۲
" " بحری جہاز	"	۱۵
" ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
" بحری	..	۱۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
" " بحری	۸۰	۴۲

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ تین مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۷/۹/۳۹-۰-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ GM/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء